REGD No P.67
رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۵
شمارہ ۶

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ ”
ممالک غیر -/۸ ”

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۹ تبلیغ ۱۳۴۶ ہش	۲۹ شوال ۱۳۸۶ھ	۹ فروری ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۷ فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل یکم فروری میں شائع شدہ رپورٹ مظہر ہے کہ:-

حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

ربوہ یکم فروری۔ جماعت احمدیہ کا ۷۵واں جلسہ سالانہ مسلسل تین دن تک جاری رہنے کے بعد مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۶۷ء کو پونے پانچ بجے شام نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا جس میں شمع احمدیت کے ۸۵ ہزار پروانے شامل ہوئے۔ تفصیلات کا انتظار کیجئے۔

قادیان ۷ فروری۔ آج شام سات بجے محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان و امیر مقامی جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے بعد بخیریت تمام بذریعہ کار قادیان تشریف لائے۔ دیگر احباب قافلہ آج رات ½۱۰ بجے بذریعہ بس محلہ احمدیہ میں پہنچ گئے۔

قادیان ۷ فروری۔ محترم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ تاحال پاکستان ہی میں مع اہل و عیال قیام فرما ہیں۔ امید ہے آپ تین چار یوم میں تشریف لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

ابطال الوہیت مسیح علیہ السلام از روئے بائیبل

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دوسری قسط

(۹) بے شک لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا نے اپنا بیٹا یا پیارا بیٹا کہا مگر یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے اور بھی فرزند ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے

(الف) اسرائیل سے محبت کی اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا“
(ہوسیع ۱۱: ۱)

(ب) افرائیم خدا کا پلوٹھا تھا“
(یرمیاہ ۳۱: ۹)

کیونکہ وہ پیارے اور محبوب اور پلوٹھے ہونے کے باوجود کیوں خدا نہیں اور اگر وہ خدا نہیں تو حضرت مسیح علیہ السلام کیونکر خدا ہو گئے۔

اس پر پادری برکت اللہ صاحب ایم اے اپنے کتابچہ ابوت خدا اور ابنیت مسیح کے صفحہ ۴۹ تا ۵۴ میں اس امر کو مانتے ہوئے کہ

”خدا کل بنی نوع انسان کا باپ ہے“ صفحہ ۵۰

”ہر انسان میں خدا کے فرزند ہونے کی صلاحیت ہے“ صفحہ ۵۰

”خدا فرمانبرداروں اور نافرمانوں دونوں قسم کے بیٹوں کا باپ ہے“ صفحہ ۵۱

”جتنوں نے کلمۃ اللہ کو قبول کیا اس نے ان کو خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا“ صفحہ ۵۲

”غیر مسیحیوں کو بے خبر بتاتے ہوئے“ ”انجیلی اصطلاحات، خدا کے فرزند“ ”خدا کے لئے پاک ہے“ اور ”خدا کا بیٹا“ کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ

”ہمارے غیر مسیحی برادران انجیلی اصطلاحات کے مطالب و معانی سے بالعموم بے خبر ہوتے ہیں“ صفحہ ۴۹

لہٰذا ان کو سمجھانے کی خاطر وہ رقمطراز ہیں کہ

”انجیل جلیل میں الفاظ ”خدا کا بیٹا“ صیغہ واحد میں مخصوصیت کے ساتھ حضرت کلمۃ اللہ کی ذات پاک کے لئے ہیں۔ آپ کا جو تعلق آسمانی باپ کے ساتھ ہے وہ لاثانی اور بے عدیل ہے۔ آپ انجیلی اصطلاح میں ”ابن وحید“ اور خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ اور آپ کا شمار دیگر ایمانداروں کی قطار ہی نہیں ہے“ صفحہ ۴۷

گویا پادری صاحب موصوف کو اس امر کا تو اعتراف ہے کہ خدا کے اور بھی بیٹے پیارے بیٹے ہیں۔ مگر مسیح ان میں شامل نہیں وہ خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ پیارے بیٹے ہیں ایسا پیارا بیٹا اور کوئی نہ تھا اس سبب سے وہ خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں لہٰذا خدا اور روح القدس اور اکلوتا بیٹا مل کر تثلیث قائم ہوئی ہے۔ پادری صاحب دوسروں کو بے خبر بتاتے ہیں مگر ان کو اپنے گھر کی خبر نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ

(۱) حضرت مسیح علیہ السلام جن کی پیش خبری قبل سابقہ صحف انبیاء میں ان کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں ان میں کسی جگہ بھی ان کو خدا تعالیٰ کا سب سے زیادہ پیارا بیٹا یا اکلوتا بیٹا قرار نہیں دیا گیا۔

(۲) خدا تعالیٰ نے ان کے ظہور پر بھی کبھی کسی وقت ان کو اپنا سب سے زیادہ پیارا بیٹا یا اکلوتا قرار نہیں دیا۔

(۳) خود حضرت مسیح علیہ السلام نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں خدا کا سب سے زیادہ پیارا بیٹا یا اکلوتا یا بے عدیل رکھنے والا لاثانی بیٹا ہوں۔

(۴) متی، مرقس اور لوقا تینوں انجیل نویسوں نے بھی کبھی ان کے متعلق یہ نہیں کہا کہ وہ خدا کا اکلوتا بیٹا ہے اور سب سے زیادہ پیارا۔ ان تینوں نے ان کے متعلق صرف ”خدا کا بیٹا“ یا ”خدا کا پیارا بیٹا“ کے الفاظ لکھے ہیں البتہ صرف یوحنا نے ان کے متعلق اکلوتا بیٹا کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور یوحنا نے ان الفاظ سے کہیں بھی یہ مراد نہیں لی کہ وہ خدا کا سب سے زیادہ پیارا بیٹا ہے۔ پس اکلوتا کے لفظ کا اگر یہ استعمال محض محبت کے رنگ میں ہے جس سے مراد اس کی خدا کا پیارا بیٹا ہے نہ کہ سب سے پیارا بیٹا۔ کیا پادری صاحب موصوف بھی ان کی [illegible] سے اکلوتا بیٹا کی یہ تفسیر دکھا سکتے ہیں

ہرگز نہیں۔ یہودی اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ یوحنا نے ان کو یہ بتایا ہے کہ وہ خدا کے بیٹے نہیں رہے اب اگر کوئی خدا کا بیٹا ہے تو وہ حضرت مسیحؑ ہے مطلب یہ کہ یہود خدا کے پیارے نہیں رہے مگر حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا پیارا ہے۔ یہی مراد اکلوتے کی ہے یہ مجرد انجیل نویسوں کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ مسیح خدا کا پیارا بیٹا ہے نہ کہ خدا کا سب سے زیادہ پیارا بیٹا۔ اور اگر اس سے زیادہ کوئی بات مراد ہے تو یہ سراسر بے بنیاد ہے۔ یوحنا اول تو [illegible] کے سوا کسی نے ”اکلوتا بیٹا“ کے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ یہ صرف یوحنا کی ایجاد ہے اور [illegible] سے مراد بھی اس قدر ہے جو دوسرے مصنفین نے بیان کی ہے [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ یوحنا نے ان الفاظ سے یہ مراد ہرگز نہیں لی کہ مسیح سب سے زیادہ پیارا بیٹا ہے۔ یہ پادری صاحبان کی اپنی ایجاد و بدعت ہے کہ وہ ”اکلوتا بیٹا“ کے الفاظ سے تثلیث کے عقیدہ کے مطابق مراد لے رہے ہیں۔ پس یا تو ان الفاظ کو مردود قرار دینا پڑے گا یا ان سے وہی مراد لینا ہو گی جو دوسری اناجیل میں مذکور ہے۔ کیونکہ اکلوتا بیٹا کی تشریح نہ تو خود یوحنا نے کی ہے اور نہ ہی دوسری اناجیل میں [illegible] بیانات بلکہ اس کے خود اپنے اندراجات کے بھی سراسر خلاف ہے چنانچہ اگلے آئٹم میں اس کا ذکر آتا ہے۔

(۵) یوحنا ہی کی انجیل میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی خدائی پادریوں کے خیال کے خلاف دیگر نبیین و مکلمین و انبیاء کی خدائی کی طرح ہی قرار دی ہے بلکہ ان سے بڑھ کر انہوں نے اپنے آپ کو دیگر مکلمین و ملہمین

مکرم علاء الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رامانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

کی "قطار" میں شامل کیا ہے نہ اس سے الگ یا ان سے بڑھ کر۔ چنانچہ صلیب کے واقعہ سے قبل جو سوال و جواب ان کا یہودیوں اور زیادہ بیوں سے ہوا ہے اس میں لکھا ہے

"یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں ان میں سے کس کام کے سبب سے مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب سے نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے یسوع نے انہیں جواب دیا کہ "تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا کہ تم خدا ہو" جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے اس لئے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں"

(یوحنا باب ۱۰ نمبر ۳۲ تا ۳۶)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

(۱) دوسرے مکلمین کو صحف انبیاء میں خدا قرار دیا گیا ہے

(۲) میں بھی انہی معنوں میں خدا ہوں جن معنوں میں ان کو خدا قرار دیا گیا ہے۔ اگر وہ خدا کہلاتے تھے اور قصوروار نہ تھے تو میں خدا کہلا کر قصوروار ہو گیا۔ میری خدائی ان سے بڑھ کر نہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو خدائی کے لحاظ سے دوسرے انبیاء و مکلمین کی "قطار" میں شامل جتایا ہے۔ نہ کہ الگ یا مستثنیٰ۔ یہ نہیں فرمایا کہ میری خدائی ان سے انوکھی و نرالی اور ان سے بڑھ کر ہے۔

(۳) انہوں نے ان کو یہ جواب نہیں دیا [illegible] مکلمین کو خدا کے صرف بیٹے [illegible] بیٹے تھے مگر میں ان کے خلاف [illegible] جو سب سے زیادہ پیارا بیٹا ہوں (اکلوتا بیٹا ہوں) سارے متی [illegible] باب ۱۷ اور مرقس سپیڈ وغیرہ بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ وہ خدا کا صرف بیٹا یا اس کا پیارا بیٹا تھا نہ کہ سب سے زیادہ پیارا یا اکلوتا بیٹا۔ ہاں صرف یوحنا نے ان کو خدا کا اکلوتا بیٹا قرار دیا ہے اور یہ انکی ایجاد بندہ ہے اور مبالغہ پر مبنی ہے اول تو یہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کے بیان کے خلاف ہے دوم اگر اسے درست ہی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے زیادہ سے زیادہ وہی مراد ہو سکتی ہے جو دوسری اناجیل میں بیان ہے یعنی خدا کا پیارا بیٹا۔ نہ کہ سب سے زیادہ پیارا بیٹا

اب رہا پادری برکت اللہ صاحب کا فرمانا کہ انجیل کے الفاظ "خدا کا بیٹا" صیغہ واحد میں خصوصیت کے ساتھ حضرت کلمۃ اللہ کی ذات پاک کے لئے لاثانی (بے عدیل) تعلق پر دال ہیں (صفحہ ۲۱) اور ان کو خدا کا اکلوتا یعنی خدا کا سب سے پیارا بیٹا قرار دیتے ہیں یہ دعوی بلا دلیل ہے۔ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے مذکورہ جواب میں جو کہ یوحنا ہی کی انجیل میں موجود ہے۔ مفرد کے صیغہ میں فرمایا ہے کہ "میں خدا کا بیٹا ہوں" مگر ان الفاظ سے انہوں نے خدا کا اکلوتا یعنی سب سے زیادہ پیارا ہونا مراد نہیں لیا تعجب کی بات ہے کہ پادری صاحب موصوف نے اپنے کتابچہ کے صفحہ ۲۰ پر مرقس و متی کے حوالے تو نقل کئے ہیں مگر خود یوحنا کا یہ حوالہ جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے دینے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔ اب قارئین حضرات خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ پادری صاحب موصوف کے اس حوالہ کو چھوڑ دینے کا کیا باعث ہے ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے وہ بہت بڑی پوزیشن کے مالک ہیں اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی لنڈن کے ممبر بھی ہیں۔

اگر "خدا کا بیٹا" ان کے نزدیک ایک اصطلاح ہے خدا کے سب سے پیارے بیٹے اور اکلوتے (بیٹے) کی۔ یگانہ اور لاثانی بیٹے کے معنوں میں ہے۔ تو حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو ان الفاظ کے استعمال کے ساتھ دیگر ملہمین و مکلمین و انبیاء کی قطار میں کیوں شمار کیا اور آپ کو ان سے الگ قرار دے کر یہ کیوں نہ فرمایا کہ انبیاء و مکلمین وغیرہ تو خدا کے صرف بیٹے تھے مگر میں ان سے مستثنیٰ ہوں اور اس کا اکلوتا بیٹا یعنی سب سے زیادہ پیارا بیٹا ہوں۔ مگر ایسا جواب نہیں دیا۔ نہ اپنی خدائی کو انوکھی و نرالی خدائی قرار دیا بلکہ اپنے آپ کو انکی صف میں شامل بتایا۔

پھر ہم پادری صاحب موصوف سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جب بائیبل نے افرائیم کو خدا کا پلوٹھا بیٹا قرار دیا ہے تو کیا اسمیں مفرد کے صیغہ میں اسے خدا کا بیٹا نہیں قرار دیا؛ اگر قرار دیا ہے تو پھر وہ کیوں اس کا اکلوتا بیٹا نہیں ہو سکا۔ پھر سب سے پہلے تو یہ بات قابل دریافت ہے کہ انجیل کے کس حوالہ میں ان کے اس من گھڑت قاعدہ کا ذکر موجود ہے کہ اگر بیٹا کا لفظ مفرد کے صیغہ میں ہو تو وہ باقی تمام بیٹوں سے مستثنیٰ قرار دے کر اکلوتا بیٹا یعنی سب سے زیادہ پیارا بیٹا کہلائیگا اور اگر کوئی ایسا قاعدہ انجیل میں مذکور ہو تو اس کی رو سے افرائیم سب سے پیارا اکلوتا بیٹا قرار پانا چاہیئے نہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام مگر اس قسم کے قاعدہ کی طرف کوئی اشارہ تک موجود نہیں۔ پادری صاحب موصوف کہتے ہیں کہ خدا اور مسیح میں جو تعلق ہے اس میں کوئی مخلوق آپ کا ہمسر اور شریک نہیں" (صفحہ ۳۵) مگر ہم بتا چکے ہیں کہ وہ اپنی خدائی کو دیگر مکلمین کی خدائی کی طرح ہی قرار دیتے ہیں نہ ان سے کچھ انوکھی قسم کی۔ یوحنا کے مذکورہ ایک ہی حوالہ سے سب قصے طے ہو جاتے ہیں اور پادری صاحبان کو اس کا کچھ بھی جواب نہیں آتا۔ اور نہ ہی کبھی کسی نے اس حوالہ کا جواب دیا ہے اور اس کا جواب ہو ہی کیا سکتا ہے یہ کہنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

"کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوا باپ کے اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوا بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا اسے ظاہر کرنا چاہے" (متی ۱۱/۲۵)

اور اس سے یہ استدلال کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دیگر انبیاء پر کوئی امتیاز حاصل تھا درست نہیں یہ بات انکی صرف یہود کے مقابلہ پر تھی نہ کہ انبیاء کے مقابلہ پر۔ اگر دیگر انبیاء کے مقابلہ پر ہوتی تو اوپر والا جواب وہ کبھی نہ دیتے بلکہ اپنی خدائی کے مقابلہ میں کوئی امتیاز بتاتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اسے انکی خدائی کے برابر ہی قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ انبیاء خدا نہیں لہذا مسیح کی خدائی کی حقیقت بھی ظاہر ہے [illegible] دوم سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے سوا کوئی نبی خدا کو یعنی باپ کو نہ جانتا تھا اور کیا وہ دوسرے انبیاء پر ظاہر نہ ہوا تھا یقیناً ہوا تھا حضرت مسیح علیہ السلام کے سارے باپ خدا کو بخوبی جانتے تھے۔ [illegible] ان پر ظاہر ہوا تھا اور انہوں نے جسے باپ خدا ظاہر کیا تھا

(۱) حضرت اسمٰعیل کے متعلق آیا ہے

"خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا"

(پیدائش باب ۲۱ نمبر ۲۰)

(۲) حضرت اسحٰق کے متعلق آتا ہے کہ خداوند نے اس پر ظاہر ہو کر فرمایا میں تیرے ساتھ رہوں گا اور تجھے برکت بخشونگا (پیدائش باب ۲۶: ۳)

(۳) خدا ہاجرہ پر ظاہر ہوا لکھا ہے

"میں نے یہاں بھی اپنے دیکھنے والے کو جاتے ہوئے دیکھا" (پیدائش باب ۱۶ نمبر ۱۳)

(۴) "حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا" (پیدائش باب ۵ نمبر ۲۲)

(۵) خداوند نے ابراہیم کو دکھائی دے کر کہا کہ یہی ملک میں تیری نسل کو دوں گا" (پیدائش ۱۲: ۷)

(۶) "پھر خداوند ممرے کے بلوطوں میں اسے نظر آیا" (پیدائش باب ۱۸)

(۷) ایسا ہی خداوند یعقوب پر ظاہر ہوا اور رات بھر اس سے کشتی کرتا رہا

(۸) حضرت موسیٰ پر کوہ طور پر ظاہر ہوا۔

جب سب نبی خدا کو جانتے تھے خدا ان پر ظاہر ہوا تھا تو پھر حضرت مسیح علیہ السلام کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں کہ وہ سب سے زیادہ پیارے بیٹے اور اکلوتے کہلائیں اور تثلیث کی بنیاد کھڑی کریں۔ پادری برکت اللہ صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کے سب سے پیارے اور اکلوتے بیٹے ہونیکے ثبوت میں صرف یہی قول پیش کیا ہے کہ

"کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوا باپ کے اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوا بیٹے کے اور اسکے جس پر بیٹا اسے ظاہر کرنا چاہے" (متی ۱۱/۲۵ لوقا ۱۰/۲۱)

(ابوت خدا و ابنیت مسیح صفحہ ۳۵)

مگر اس میں دیگر انبیاء کے خدا کو جاننے اور اسے ظاہر کرنے کی نفی نہیں کی گئی بلکہ یہ الفاظ صرف اس وقت کے یہود کے مقابلہ میں کہے گئے ہیں وہ یہ بتا رہے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں اگر کوئی خدا کو جانتا اور ظاہر کر رہا ہے تو وہ صرف میں ہوں قوم یہود اس بات سے بالکل کوری ہے چنانچہ اوپر والے متعدد حوالے اس امر کی تائید کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سوا جس قدر انبیاء ہوئے ہیں خدا ان کے ساتھ تھا اور وہ خدا کے ساتھ تھے وہ خدا کو جانتے تھے اور خدا کو لوگوں پر ظاہر کرتے تھے انہوں نے خدا کو دیکھا اور بخوبی جانا تھا۔ اس بارہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو کوئی امتیاز حاصل نہیں اور متی اور لوقا والے اپنے قول میں وہ یہ بتا رہے ہیں کہ اب اس وقت یہود میں سے صرف آپ ہی خدا تعالیٰ کو جاننے اور ظاہر کرنے والے ہیں چنانچہ دوسری جگہ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے یہود کو مخاطب کر کے یوں فرمایا "تم کہتے ہو کہ ہمارا خدا ہے تم نے اسے نہیں جانا لیکن میں اسے جانتا ہوں" (یوحنا باب ۸ نمبر ۵۴-۵۵)

پس یہ بات صاف ہو گئی کہ متی و لوقا کے دونوں حوالوں میں خطاب یہود کے مقابلہ پر ہے نہ کہ انبیاء کے مقابلہ پر۔ پس پادری صاحب کا استدلال کہ دیگر انبیاء نے خدا کو نہ دیکھا نہ جانا تھا اور نہ ہی اسے ظاہر کیا تھا۔ صرف حضرت مسیح علیہ السلام نے ہی اسے ظاہر کیا ہے اسلئے وہ سب سے پیارا اور اکلوتا بیٹا ہے درست نہ رہا۔ جملہ انبیاء نے خدا تعالیٰ کو دیکھا بھی اور اسے ظاہر بھی کیا اور یہی انکے آنے کی غرض تھی۔ لہذا وہ بھی خدا کے پیارے بیٹے تھے جیسا کہ حضرت مسیح اسکے پیارے بیٹے تھے۔ پس یہ بات کہ صرف حضرت مسیح علیہ السلام اسکے سب سے پیارے اور اکلوتے بیٹے تھے بے ثبوت ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے خود اس امر کی تردید فرما دی ہے اور فرمایا ہے کہ جیسا کہ دیگر مکلمین اور انبیاء اسکے بیٹے ہیں ایسا ہی اس کا ایک بیٹا میں بھی ہوں۔ میری خدائی ان سے انوکھی اور نرالی اور بڑھ کر کسی قسم کی خدائی نہیں۔ جیسے وہ خدا ویسا ہی میں بھی خدا ہوں۔ اگر ان سب کو خدا نے خود خدا کہا ہے تو اس کے کہنے سے میں نے بھی اپنے آپکو خدا کہدیا تو کونسا ظلم لازم ہو گیا

[illegible] قائم کرتے وقت ان تمام پیارے خدا [illegible] ہیں۔ یقین اگر وہ باوجود خدا تعالیٰ کی طرف سے خدا کا خطاب پانے کے خدا نہیں تو پھر حضرت مسیح علیہ السلام اس خطاب کی وجہ سے کیسے حقیقی خدا ہو گئے۔

مومن کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے مقامِ فنا، نیستی اور لاشئے محض ہونے کی حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھے

الٰہی جماعتوں کیلئے بعض فتنے اور امتحان بھی پیدا کئے جاتے ہیں

مومنوں کا فرض ہے کہ وہ دلیری کے ساتھ ان فتنوں کو ان ذرائع سے کچلیں

جو

اسلام اور قرآن کریم نے بتائے ہیں

امام ایک ڈھال ہوتا ہے جو مومنوں کے لئے ایک ڈھارس اور سہارے کا موجب ہوتا ہے

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے گیارھویں سالانہ اجتماع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اہم خطاب

مرتبہ: مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

مورخہ ۱۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۶ء ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے گیارھویں سالانہ اجتماع سے جو اختتامی خطاب فرمایا اس کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ تلاوت فرمائیں:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۔ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۔ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۔ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ۔ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۔

(حٰم السجدۃ آیات ۳۱ تا ۳۴)

اس کے بعد فرمایا:

جس بنیادی مسئلہ کے متعلق

میں اپنے دوستوں سے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں اس لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں کہ وہ ان لوگوں پر جو ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان کی ہدایتوں کے مطابق اپنی زندگیاں گذارنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں کھولیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول ان کو بتائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا انہیں وارث بنائیں۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل اعلیٰ اور ارفع تھے۔ جو کتاب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آپ پر نازل کی وہ تمام دنیا کے لئے ہے اور تمام ملکوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے ہے جو قوت قدسیہ اور روحانی تاثیروں کی قوت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی۔ وہ نہ ختم ہونے والی اور نہ مرنے والی ہے۔ قیامت تک آپ کے فیوض جاری ہیں اور قیامت تک جو چاہیں آپ کے چشمہ سے سیر ہو کر روحانیت کا پانی پی سکتے ہیں۔ اور آپ کے فیوض کے حصول کے بعد ان راہوں پر گامزن ہو کر جو آپ نے دنیا کو بتائیں اپنے پیدا کرنے والے اپنے رب کی رضا کو اور اس کی خوشنودی کو حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ آیات جو میں نے ابھی پڑھی ہیں

انہیں اسی بنیادی مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا ہے کہ

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا وہ لوگ جو اپنے قول اور اپنے فعل سے اس دعوے کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مقدس ذات، اور ان صفاتِ کاملہ کے ساتھ صفاتِ حسنہ کے ساتھ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خود ذکر کیا ہے۔ وہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا۔ وہی ہماری ربوبیت کرنے والا ہے۔ جو جسمانی اور روحانی قوتیں اور استعدادیں اس نے ہمیں دی ہیں اگر اس کی ربوبیت ہمارے شامل حال نہ ہو تو ہم ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے وہ خود ہمارے ہاتھ کو پکڑتا ہے ہمیں اپنی تربیت میں لیتا ہے اور جس غرض کے لئے اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اس غرض کو اپنے فضل سے اس طرح پورا کر دیتا ہے کہ ہمیں وہ اپنا کامل اور نیک اور محبوب بندہ بنا دیتا ہے۔ کیونکہ انسانی پیدائش کی غرض ہی یہ ہے کہ انسان خدا کا بندہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جو لوگ اپنے قول اور اپنے فعل سے اس دعوے کا اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو جس صورت اور جس رنگ میں قرآن کریم میں انسان کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ وہ اللہ ہمارا پیدا کرنے والا اور ہماری تربیت کرنے والا ہمیں کمال کی حد تک پہنچانے والا ہے۔ پھر وہ استقامُوا

فطرتِ صحیحہ کی اصل آواز پر

پر استقامت کے ساتھ قائم رہتے ہیں اور مستقیم الفطرت بنے رہتے ہیں [illegible] ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ یہ دنیا کی حقیقت [illegible] بندہ بندہ ہے اور رب [illegible] فطرت صحیحہ [illegible] قائم رہیں اور [illegible] موجود وہ کچھ بھی نہیں تو فرمایا کہ جو [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز پر [illegible] ہوئے اس قسم کا دعوے [illegible] ہمارا ان کے ساتھ یہ [illegible] کہ ہم دنیا کو یہ بتانا چاہتے [illegible] محض زبانی دعوے [illegible] ہے اور اس عزم کے ساتھ [illegible] جو عبادت ہم استقامت کا [illegible] سلسلہ منقطع ہو کر رہ گئے۔ اگر ہم [illegible] کی راہ میں بیٹھ جائیں اور [illegible] جائیں، اگر کہ نعمت کی آمد [illegible] غبار کو اڑا کے [illegible] کر دیں کہ ہم [illegible] نہ آئے تب تک ہم اس مقام [illegible] سے ہٹ گئے ہیں۔ یہ کیفیت [illegible] دونوں کی [illegible] اور اللہ تعالیٰ [illegible] یہ تمہیں [illegible] کا [illegible] سمجھ لیں۔ تو [illegible] نازل ہو [illegible] جائیں [illegible] تو کیا [illegible]

اسی وقت اُن کی یہ حالت ہو گی کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان کو تسلی نہ دیں تو وہ پہلے ہی مر جائیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ انہیں اس قسم کے ابتلاؤں سے گزرنا ہوگا۔ اور جب یہ حالت ہو جائے گی کہ دنیا کی کوئی تدبیر اور سکون باقی نہ رہے گا۔ دنیا کے سارے سہارے ٹوٹ جائیں گے۔ تب ہم آسمان پر فرشتوں سے کہوں گا زمین پر اترو اور میرے بندوں کو سہارا دو۔ (تتنزّل علیہم الملائکۃ) اس وقت۔

آسمان سے فرشتے نازل ہونگے

اور ان سے کہیں گے کہ یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اس وقت دنیا تمہیں چھوڑ چکی ہے یہ بھی ایک صداقت ہے کہ دنیا کا کوئی سہارا تمہارے پاس نہیں رہا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر صرف دنیا پر نگاہ کی جائے تو تمہاری ناکامی تمہاری ذلت تمہاری موت تمہارا نیست و نابود ہو جانا یقینی ہے لیکن اس کے باوجود تم تسلی رکھو کہ دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مٹا نہیں سکتی۔ کیونکہ ہمیں آسمان سے خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اور اس غرض سے بھیجا ہے کہ تمہیں بشارت دیں کہ ڈرو نہیں خدا کے فرشتے تمہارے ساتھ ہیں پھر فرمایا کہ ہمارا ابتلاء اس قسم کا ہے

ہمارا امتحان یہ رنگ اختیار کریگا

کہ دنیا کی ہر چیز ان سے چھین لی جائے گی اس وقت آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوگا اور وہ انہیں کہیں گے کہ لَا تَحْزَنُوْا غم مت کرو ان چیزوں کا جو تمہارے ہاتھ سے نکل رہی ہیں اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جو تم کھوؤ گے اس سے بہتر تم پاؤ گے اگر ایک چیز تم سے چھینی جائے گی اگر زندگی کا ایک موقع تم ضائع کرو گے۔ اگر سکونِ دنیوی اور اطمینانِ زندگی تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا تو اس سے بہت بڑھ کر تمہیں دیا جائے گا۔ اس لئے جو ہاتھ سے گیا ہے اس پر غم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ

جس جنت کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ وہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ خوف اور حزن کی بجائے خوش ہو اور خوشی سے ... خدا تعالیٰ نے تم سے جو وعدے کئے ہیں وہ بہت ہی اعلیٰ اور ارفع ہیں

اور اتنے وسیع ہیں، اتنے خوبصورت ہیں، اتنے حسین ہیں، اتنے پائیدار اور ابدی ہیں کہ دنیا کا ان کے ساتھ کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ اس لئے خوف کا مقام نہیں کیونکہ تمہاری کمزوریوں کے باوجود دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مٹا نہیں سکتی۔ اور دنیا کا تمہارے ہاتھ سے نکل جانا تمہیں اس لئے غمگین نہیں کر سکتا کہ تم سے امتحان کے رنگ میں لیا گیا ہے اس سے بہتر نہیں انعام کے رنگ میں دیا جائے گا۔ اور وہ فرشتے ان سے کہیں گے نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے

کہ تم میرے ان بندوں کو یہ بتا دو کہ اس دنیا میں بھی فرشتے ان کے دوست ہیں اور متکفل ہیں اور اخروی زندگی میں بھی وہ ان کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے کیونکہ ان کی دوستی خدا کے حکم سے دونوں کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھے ہوئے ہے جس طرح اس دنیا میں وہ فرشتے ان کے ولی ہیں آخرت میں بھی وہ ان کے دوست اور ولی ہوں گے۔

پھر فرمایا وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو اس مقام پر کھڑا کر دیتا ہے کہ اس کے دل کی خواہش ہی وہ ہوتی ہے جو نیک اور صالح ہو۔ اور وہ پوری ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو دنیا میں دکھ کیوں پہنچتے ہیں۔ اذیتیں انہیں کیوں اٹھانی پڑتی ہیں تم ان سے تو جا کے پوچھو کہ وہ کیا سمجھتے ہیں جو تمہاری نگاہ میں تکلیف اور ایذا ہے ان کی نگاہ اور ان کے احساس میں وہی لذت اور سرور ہے۔ اس لئے تمہارا یہ اعتراض ہی غلط ہے کیونکہ وہ بندۂ خدا اسے دکھ اور ایذا نہیں سمجھ رہا۔ وہ تو کہتا ہے کہ ذہب مجھتی ہے کہ وہ مجھے ایذا دے رہی ہے مگر ان کی ایذا دہی کے نتیجہ میں

جو لذت اور سرور مجھے مل رہا ہے

اس سے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ اس سے دس گنا اس سے بیس گنا اس سے سو گنا، اس سے ہزار گنا، اس سے بے شمار گنا اذیت مجھے دیں اور دکھ پہنچائیں تا کہ موجودہ لذت سے بے شمار گنا لذت میں حاصل کروں۔ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ ہر وہ خواہش جو تم کرو گے اس دنیا میں بھی اور اس کے بعد اخروی زندگی میں بھی وہ تمہیں مل جائے گی۔ اور جیسا کہ قرآن کریم کی تعلیم میں

بتاتی ہے۔ اس مقام پر پہونچ کر لینے مومن بندہ کے دل میں یہی خواہش پیدا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا مجھے مل جائے تو اس میں اتنی لذت اور اتنا سرور اور اتنا سکون اور اتنا آرام ہے کہ دنیا کے تمام آرام اس کے چھوٹے سے حصہ پر بھی قربان۔

یہ ایک ایسا مقام مومن کو ملتا ہے کہ اس کی ہر خواہش پوری ہوتی ہے کیونکہ اس کی ہر خواہش نیک خواہش ہوتی ہے وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ جو تمنا بھی تم کرو اور جس کسی چیز کے حصول کا تم ارادہ کرو وہ تمہیں مل جائے گی۔ اسی مضمون کو آگے جا کر یوں وضاحت فرمائی نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ

اور یہ

بڑا ہی پیارا مضمون ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ سلوک جو تمہارے ساتھ کیا جا رہا ہے جس نے تمہاری تمام تکالیف کو یکسر مٹا کے تمام لذتوں کو تمہارے لئے جمع کر دیا ہے۔ یہ غفور اور رحیم خدا کی طرف سے بطور مہمان نوازی کے ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ کیا کہ دنیا کے سارے گھروں کو چھوڑ کر تم نے خدا کے گھر کو پسند کیا۔ دنیا کی تمام راہوں کو ترک کر کے ان راہوں پر چلنا تم نے قبول کیا جو بظاہر تنگ تھیں جو بظاہر کھردری تھیں جو بظاہر تکلیف دہ تھیں مگر تمہیں خدا کی رضا تک پہنچانے والی تھیں دنیا کے سارے دروازوں کو تم نے ٹھکرا دیا۔ اور خدا کے در پر تم نے دھونی رمائی اور وہاں آ کر بیٹھ گئے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ چھوڑ دے جس نے اس کی خاطر دنیا کو چھوڑا تھا اور دنیا کے تمام دروازوں کو ٹھکرا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نے میرے در کو باقی تمام دروں پر ترجیح دی اور میرے ہو کر میرے دروازے پر بیٹھ گئے۔ اب میری طرف سے ہمیشہ کے لئے تمہارے لئے ایک مہمانی کا سامان پیدا کیا جا رہا ہے۔ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ اور اس مہمانی کا سامان پیدا کرتے ہوئے تمہاری ... خطاؤں اور غفلتوں پر میں اپنی مغفرت کی چادر ڈال دوں گا۔

پس یہ خیال نہ کرنا کہ خدا معلوم ہماری ان کوتاہیوں اور غفلتوں اور سرکشیوں کو معاف بھی کیا جاتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ جب تم میرے ہو گئے تو تمہارے سارے گناہوں اور غفلتوں اور سستیوں پر میری مغفرت کی چادر ڈال دی گئی۔ اور تمہیں معاف کر دیا گیا۔ اور چونکہ تم نے بار بار

کوشش کی کہ تم میری راہ کو نہ چھوڑو۔ اور میرے در سے علیحدہ نہ ہو۔ شیطان نے تم پر بار بار حملہ کیا کہ تمہیں گمراہ کر دے۔ اور تم نے بار بار اس کا مقابلہ کیا۔ اور تم میری خاطر شیطان سے ساری عمر جنگ کرتے رہے۔ تو اب بھی بطور رحیم خدا کے اپنا فضل تم پر بار بار کرتا چلا جاؤں گا۔ اور میری یہ مہمانی کبھی ختم نہیں ہوگی۔

یہ وہ مقام ہے

جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کے طفیل حاصل کیا اور یہ وہ مقام ہے جو امتِ محمدیہ میں ہزاروں لاکھوں انسان گزشتہ چودہ سو سال میں حاصل کرتے رہے۔ اور یہ وہ مقام ہے کہ جب مسلمان اپنے خدا کو اور اپنے رسولؐ کو اور اپنے قرآن کو بھول گئے۔ اور انہوں نے قرآن کو مہجور کے طور پر بنا دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا اور ان کی رحمتوں اور ان کے فیوض کے دروازے از سر نو کھول دیئے جن فیوض اور رحمتوں کو ہمارے پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف لے کر آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی یہی وعدہ کیا کہ جو لوگ تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کی حقیقت کو سمجھنے اور

قرآن کریم کا عرفان حاصل کرنیکی کوشش

کریں گے اور پھر اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالیں گے تو اسی کے مطابق ان سے سلوک کیا جائے گا۔ جیسا کہ صحابہؓ سے سلوک کیا گیا تھا کیونکہ وہ بھی مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کی تصویر تھے۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے جو تمنا کی۔ اور ان کا جو ارادہ اور خواہش تھی۔ وہ "دعا الی اللّٰہ" کی ہی خواہش تھی (ما تدّعون) وہ خدا کی طرف بلانے والے تھے۔ اور مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ (وَعَمِلَ صَالِحًا) ان کے نفس میں جو خواہش پیدا ہوتی تھی وہ یہی تھی کہ ایسا عمل کریں جو خدا تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہو۔ اور جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا انہیں حاصل ہو جائے۔ اور ان کا مقام یہ تھا کہ ہم نے اپنی گردنیں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اور بغیر کسی ریزرویشن (Reservation) کے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دی ہیں جس طرح وہ چاہے ہم سے سلوک کرے ہم نے اپنے مقام عبودیت کا عرفان حاصل کر لیا ہے اب ہمارا کوئی مطالبہ نہیں ہم خدا کے تھے اور

آج ہم نئی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ ہم خدا کے ہیں۔ ہم خدا کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں جس حالت میں اور جس طور پر اس دنیا میں یا اخروی زندگی میں وہ ہمیں رکھے۔ ہم اس کی رضا پر راضی رہیں گے۔

یہ مقام جیسا کہ صحابۂ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حاصل کیا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں نے بھی حاصل کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں جیسا کہ صحابۂ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے فرشتے نازل ہو کر معیت کے تنزل میں انہیں یہ کہتے رہے کہ مایوس نہ ہونا ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اسی طرح صحابۂ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرشتے نازل ہوتے تھے اور کہتے تھے

تمہیں کیا خوف اور تمہیں کیا غم

تمہارے ساتھ تو خدا ہے اور خدا تعالے نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ تمہارے ساتھ ہے تمہارے پاس فرشتوں کی ایک فوج بھیجدی ہے۔ جن لوگوں پہ فرشتے نازل ہوتے ہیں ان سے مکالمہ مخاطبہ رؤیا اور کشوف کا سلسلہ بڑی کثرت سے جاری تھا لیکن انہوں نے اپنے مقام کو کبھی سمجھا ہوا تھا۔ وہ ان چیزوں کو اس وقت تک ظاہر نہیں کرتے تھے۔ جب تک اسلام کا اس میں فائدہ نہ دیکھیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ جیسے انسان کے متعلق صرف تین یا چار ایسی باتیں احادیث میں آتی ہیں۔ ممکن ہے ایک آدھ اور بات بھی کتب میں مل جائے۔ لیکن عام طور پر تین یا چار باتیں ہی ہیں جن کا کتب میں ذکر آتا ہے۔ اور وہ ساری کی ساری وہ ہیں جن کا اس وقت ساری قوم اور امت مسلمہ سے تعلق تھا۔ ایک دفعہ آپ نے ایک مہم پر ایک فوج بھجوائی خطبہ جمعہ کے وقت اللہ تعالے نے آپ کو اس فوج کا نظارہ دکھایا۔ اس فوج کا کمانڈر غلطی کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا پہاڑ کی طرف پہاڑ کی طرف۔ لوگ حیران تھے کہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔ خطبہ پڑھ رہے ہیں اور کمانڈر کا نام لے کر کہتے ہیں پہاڑ کی طرف جاؤ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ بعد میں اس کمانڈر نے بیان کیا کہ میں غلطی کر رہا تھا مجھے آسمان سے آواز آئی کہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ تب ہم ادھر ہوئے اور اللہ تعالے نے اس طرح ہمیں فتح دی۔ لیکن چونکہ یہ بزرگ اپنے اس تعلق قرب کا اظہار لوگوں میں کرنا پسند نہیں کرتے تھے جیسا کہ آگے جا کر میں ذرا تفصیل سے بیان کروں گا سوائے اس کے کہ ایسی باتوں کا بتایا جانا قومی مصالح کے پیش نظر ضروری ہو۔ اس لئے ایسے واقعات کا ذکر کتب میں کم پایا جاتا ہے لیکن

حقیقت یہ ہے

کہ صحابۂ کرام پر فرشتوں کا بڑی کثرت سے نزول ہوا کرتا تھا۔ وہ انہیں بشارتیں دیتے تھے وہ وحی والہام کے ذریعہ سے ان کے دلوں کو تقویت پہنچاتے تھے وہ لوگ فرشتوں کے ذریعہ سے سچے رؤیا اور کشوف دیکھنے والے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں بھی جیسا کہ اللہ تعالے نے آپ کو بشارت دی تھی۔ بڑی کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی بڑی کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالے نے الہاماً فرمایا تھا

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا
اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ
عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ
اَنْ لَا تَخَافُوْا وَلَا
تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا
بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ
فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی
الْاٰخِرَۃِ (تذکرہ ص۴۹۹)

پھر اللہ تعالے نے آپ کو ایک اور بشارت یہ بھی دی کہ

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ
اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ
(تذکرہ ص۵۰)

وہ لوگ جو دنیا چھوڑ کر۔ دنیا کے آرام کو ترک کر کے اپنے نفسوں اور اپنے اموال کے ساتھ تیری مدد اور نصرت کو آئیں گے ہم ان پر اپنا یہ انعام کریں گے کہ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے اُن پر وحی نازل ہوا کرے گی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"خدا تعالے نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کو پھیلا دے سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا۔ اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے۔ اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا وہ خود اس کی آب پاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے۔ دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی"
(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵)

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالے نے ان آیات میں بھی جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں۔ اور ان کے علاوہ دوسری جگہ بھی یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آپ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں

قیامت تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے

کہ جو اپنے مقام عبودیت اور مقام نیستی کو پہچانتے ہوئے اللہ تعالے کی رضا کو اور اس کے قرب کو حاصل کریں گے۔ اور اللہ تعالے کے فرشتے ان پر نازل ہوتے رہیں گے دنیا کا ہر خوف ان کے دلوں سے مٹا دیا جائے گا۔ اور دنیا کا کوئی حزن ان کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔ اور پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں بھی صحابہ کرام کی مانند اور صحابہؓ سے ملنے والے لوگ کثرت سے پیدا کئے جائیں گے جن پر آسمانی فرشتوں کا نزول ہوگا اور وہ اللہ تعالے سے ہر آن اور ہر دم بشارتیں حاصل کرنے والے ہوں گے۔ یہ مقام جب کسی قوم کو حاصل ہوتا ہے تو بہت سے فتنے بھی اس کے سامنے آتے ہیں۔ اور بہت سے خطرات بھی اسے پیش آتے ہیں۔ اور ان کی طرف ہی میں خاص طور پر اپنے دوستوں اور بھائیوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں

پہلا فتنہ

تو یہ ہے مومنوں پر یہ پیش آتا ہے کہ جب دنیا یہ دیکھتی ہے کہ ایک شخص اکیلا کھڑا ہوا اور اس نے ایک بہت بڑا دعوےٰ کیا۔ ساری دنیا نے پہلے تو اس کی مخالفت کی۔ اور پھر ایک وقت میں مجبور ہوئی کہ وہ اس کے ساتھ شامل ہو جائے تو ایسے وقتوں میں بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ سے معاً قبل آپ کو نظر آتا تھا کہ کوئی جھوٹا مدعی نبوت عرب میں پیدا نہیں ہوتا تھا۔ جب عرب والوں نے دیکھا کہ ایک شخص اکیلا کھڑا ہوا تھا اور اس نے خدا تعالے کے نام پر ایک آواز کو بلند کیا۔ دنیا نے اس کی مخالفت کی لیکن دنیا کی مخالفت کے باوجود وہ کامیاب ہو گیا تو ان کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ خدا تعالے کے نام پر آواز کو بلند کرنے کے نتیجہ میں خواہ وہ جھوٹی آواز ہی کیوں نہ ہو۔ انسان کامیاب ہو جایا کرتا ہے۔ چنانچہ آپ کے بعد بہت سارے مدعیان نبوت پیدا ہو گئے۔ اور ایک وقت میں خصوصاً حضرت خلیفہ اول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدعیان نبوت کا ایک عظیم فتنہ پیدا ہوا جس کا سر آپ نے خدا تعالے کے فضل سے کچلا۔ اور اگر آپ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ کی تاریخ تفصیل سے دیکھیں آپ کے دل میں بڑی محبت کے جذبات پیدا ہوں گے۔ آپ کو وہ مقام حاصل تھا جو ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے

کہ آپ کو کوئی خوف نہیں تھا خدا تعالے کے شیر کی مانند آپ ان فتنوں کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے ان کا مقابلہ کیا ذرا بھی کمزوری نہیں دکھائی مثلاً نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو لشکر باہر بھجوایا تھا بڑے بڑے صحابہؓ نے بھی اسے واپس بلانے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن آپ نے کہا نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر کو باہر بھجوایا ہو۔ اور آپ کا خلیفہ ابوبکر اُسے واپس بُلا لے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس خدا تعالے نے کہا کہ امتی اور ظلی نبی کی حیثیت سے ہم تمہیں مبعوث فرماتے ہیں۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل ہونے کی حیثیت میں جو مقام آپ نے حاصل کیا ہے وہ ظلیت کے پہلے انبیاء سے بھی بڑھ کر ہے۔ کیونکہ پہلے انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل ظل نہیں تھے۔ تو ان کے بعد دنیا میں بہت سارے مدعی نبوت پیدا ہو گئے کچھ جماعت میں بھی پیدا ہو گئے اور مدعیان نبوت کا پیدا ہونا ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ بعض بدبخت اور بدقسمت انسان اس وقت ٹھوکر بھی کھا جاتے ہیں۔ ہماری جماعت سے بھی دو چار یا پانچ دس ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ٹھوکر کھائی۔

بہر حال

ایک تو یہ ابتلاء آتا ہے

کہ بہت سے مدعیان نبوت پیدا ہو جاتے ہیں اور بعض کمزور ایمان والوں کی ٹھوکر

کا موجب بنتے ہیں۔ اس لئے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ اور اسی طرح دفاع کرنے کی ضرورت ہے جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ یعنی اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق بہترین تدبیر اختیار کی۔ تدبیریں بدل جاتی ہیں لیکن ان کی روح نہیں بدلا کرتی اسی اخلاص کے ساتھ اسی درد کے ساتھ اسی جوش کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے جس اخلاص درد اور جوش کے ساتھ

. . . .

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ یہ زمانہ تلوار کا نہیں۔ ہمارے سارے مقابلے قلم سے ہیں ہمارے سارے مقابلے تحریر سے ہیں۔ ہمارے سارے مقابلے دلائل اور براہین سے ہیں۔ اور دراصل تو ہمارے سارے مقابلے عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ ہیں۔ یہ حربے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں جوکنا رہ کر اور بیدار رہ کر اس قسم کے فتنوں کا جماعت کو مقابلہ کرنا چاہئے۔ جب بھی ضرورت پیش آئے اور جہاں بھی ضرورت پیش آئے

دوسرا خطرہ

جو ایسی الٰہی جماعت کو پیش آتا ہے وہ یہ ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

کی کیفیت پیدا ہو جانے کے بعد بھی پاؤں پھسلنے کا امکان باقی رہتا ہے کیونکہ شیطان اپنے تمام وساوس کے ساتھ ایسے شخص پر حملہ آور رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اپنے مقام سے گر جائے۔ شیطان نے تو خدا تعالیٰ سے یہی کہا تھا کہ جو تیرے قریب آئے تو اس کو پرے ہٹانے کی اجازت دے دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا تھا ٹھیک ہے تو اپنا زور لگا لے لیکن جو [illegible] میرے بندے ہیں وہ تیرے کبھی نہیں ہوں گے تیرے ہی ہو گئے جو حقیقتاً میرے نہیں تھے۔ ایک حد تک انہوں نے میرا قرب حاصل کیا لیکن وہ میرے کامل بندے نہیں بن سکے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ

(اعراف ع ۲۲)

یعنی سننے والوں کو اس شخص کے حالات بھی پڑھ کر سناؤ جس کو ہم نے اپنے نشانات کا ایک خلعت عطا کیا تھا۔ اس نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا اور ہم نے اپنے وعدہ کے مطابق اس مجاہدہ کا اسے انعام دیا۔ اور ہم نے اس پر فرشتوں کا نزول کرنا شروع کر دیا۔ گو اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے۔ اور وہ دلوں کو جانتا ہے لیکن چونکہ لوگوں کو غلطی لگنے کا امکان تھا۔ چونکہ لوگوں کے پھسلنے کا امکان تھا۔ اس لئے جب ظاہر بین نگاہ نے اس کو ربنا اللہ کہتے اور اپنے دعوے پر استقامت سے قائم ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں بظاہر قربانیاں کرتے ہوئے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا۔ چلو۔ اس سے باتیں کرو۔ لیکن چونکہ حقیقی عبودیت اور نیکی ایسے شخص کے دل میں پیدا نہیں ہوتی تھی اس لئے فانسلخ منھا خدا تعالیٰ نے جو خلعت اس کو پہنایا تھا اس نے اس کی بجائے اور کپڑے پہننے چاہے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اپنے انعام کو واپس لے لیا۔

انسلخ کے اصلی معنے

یہ ہیں کہ انسلخ من ثیابہ تجرد اس نے کپڑا اتار دیا۔ اور ننگا ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فانسلخ منھا یعنی ہم نے اپنی آیات اور نشانات اور الہام اور کشوف اور رؤیا کے ذریعہ ایک خلعت اس کو عطا کیا تھا مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے لباس تقویٰ کو اتار کر لباس نمائش لباس فخر اور لباس تکبر پہننا چاہا۔ تو چونکہ لباس التقویٰ کے ہوتے ہوئے دوسرا لباس نہیں پہنا جا سکتے اسلئے اس نے خدا تعالیٰ کے عطا کردہ خلعت کو اتار دیا اور تکبر کا جو چولہ لبادہ پہن لیا۔ نخوت کا جو چولہ اس نے اپنے اوپر ڈال لیا جب اس کے دل کی یہ حالت ہوئی تب شیطان کو پتہ لگا کہ یہ تو نیک بندہ نہیں ہے پہلے تو ڈر کے مارے شیطان اس کے پاس نہیں جاتا تھا لیکن جب شیطان نے اس کی فانسلخ منھا کی کیفیت دیکھی تو اس نے کہا او ہو غلطی لگ گئی اس کو پہلے ہی شکار کر لینا چاہیئے تھا تب شیطان نے کیا کیا؟ فاتبعہ الشیطن شیطان نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ فکان من الغوین اور اسے تباہی اور ہلاکت کے گڑھے میں اس نے جا پھینکا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولو شئنا لرفعنہ بھا کہ اگر ہمیں یہ بات پسند ہوتی کہ ظاہری تقویٰ کافی ہے تو ہم ایسے لوگوں کا حقیقی روحانی رفع کر دیتے لیکن ہمیں یہ بات پسند نہیں ہے۔ ہمیں تو حقیقی نیکی، حقیقی تقویٰ پسند ہے۔ اس لئے ہم ایسے لوگوں کا رفع نہیں کیا کرتے ولکنہ اخلد الی الارض ایسے لوگ زمین کی طرف جھک جاتے ہیں اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں رفع روحانی نہیں ہوا کرتا۔

یہ ان لوگوں کی مثال ہے

جو ایک وقت تک ظاہری لحاظ سے نیکی اور تقوےٰ کی راہوں پر چلتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ دوسروں کو ابتلاء سے بچانے کی خاطر ان کی ظاہری نیکیوں کو دیکھتے ہوئے بھی باوجود اسکے کہ وہ ان کے حالات کو جانتا ہے ان کے ساتھ ایک حد تک فرشتوں کے ذریعہ محبت اور پیار کا سلوک بھی ظاہر کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ ہوتا ہے کہ ابدی تعلق اس شخص کا میرے ساتھ نہیں ہے۔ اس لئے یہ میری ابدی رحمتوں کا وارث نہیں ہو گا۔ چنانچہ عالم الغیب کے حقیقی علم کے نتیجہ میں دنیا پھر یہ نتیجہ دیکھتی ہے کہ اس شخص نے روحانی چوغے کو اتارا اور دنیوی خوبصورت لباس کو پسند کیا۔ تب وہ خدا تعالیٰ کے دروازہ سے دھتکارا گیا اور شیطان کی گود میں جا بیٹھا۔ پس یہ مقام خطرہ کا مقام ہے۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور اسکی لعنت اور اسکے قہر کا مورد بن جانا کوئی ایسا انسان جس میں ذرہ بھر بھی عقل ہو۔ ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ ظاہری نمود اور نمائش کی خاطر حقیقی خوشیوں کو چھوڑ دینا انتہائی بدبختی ہے ایسے لوگ جن سے اللہ تعالیٰ محبت کا اظہار کرے۔ جب تک انجام بخیر نہ ہو جائے ہر وقت خوف سے لرزتے رہتے ہیں کہ ہماری کسی کوتاہی یا غفلت یا شامت اعمال کے نتیجہ میں کہیں اللہ تعالیٰ کا غضب ہم پر نازل نہ ہو جیسا کہ پیچھے آ گئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے

آپ کو پڑھ کر سناؤں گا کہ آپ نے کس رنگ میں ان چیزوں پر کتنی روشنی ڈالی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"چنانچہ بلعم کو الہام ہوتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ ولو شئنا لرفعنہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا رفع نہیں ہوا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور میں وہ کوئی برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ابھی تک نہیں بنا تھا یہاں تک کہ وہ گر گیا۔ ان الہامات وغیرہ سے انسان کچھ بن نہیں سکتا انسان خدا کا بن نہیں سکتا جب تک کہ ہزاروں موتیں اس پر نہ آویں اور بیضۂ بشریت سے وہ نکل نہ آئے۔"

(الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۱ء،
بحوالہ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۲ صفحہ ۲۶۷)

یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اردو ادب میں ایک نئے محاورہ "بیضۂ بشریت سے نکل آنے" کا اضافہ کیا ہے۔ اور یہ بڑا ہی لطیف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسان کی بشریت کو ایک انڈے سے مشابہ قرار دیا ہے۔ اور فنا فی اللہ کے مقام کو وہ مقام بتایا ہے۔ جب انڈے میں سے بچہ باہر نکل آتا ہے پھر انڈے کے خول کے ساتھ اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا وہ انڈے میں واپس جا ہی نہیں سکتا۔ پس جب تک انسان کی روحانیت اس مقام تک نہ پہنچ جائے کہ اس کا گند اور گناہ کی طرف ارتداد اور واپس لوٹ جانا عملاً ناممکن ہو جائے اس وقت تک وہ حقیقی معنی میں خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں بنتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ الہام رؤیا اور کشوف کوئی چیز نہیں ان پر فخر اور ناز نہیں کرنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں یہ بتایا ہے

کہ الہام وغیرہ سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایسا بن گیا ہے کہ اس کا انجام بخیر ہو۔ پس ایک عقلمند کے لئے ہر وقت مقام خوف ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر انسان کس طرح اس ابتلاء اور امتحان سے حفاظت اور کامیابی کے ساتھ نکل سکتا ہے اس تعلق میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو معلم باتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے آپ کو یا اپنوں کو کبھی بھی نیک نہ سمجھو۔ اور نہ نیک قرار دو۔

لَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ

اور دوسرے یہ کہ خواہ تم روحانیت میں کتنے ہی بلند مقام تک پہنچ جاؤ۔ ہمیشہ یہ سمجھو کہ روحانیت کی جو چادر ہمیں پہنائی گئی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پہنائی گئی ہے اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ایک لحظہ کے لئے بھی ہم سے جدا ہو جائے تو روحانیت کی یہ چادر بھی فوراً ہم سے جدا ہو جائے گی تو ہر چیز مستعار ہے جب تک کہ انجام بخیر نہ ہو جائے اور انسان ابدی رحمتوں کے دروازہ میں داخل نہ ہو جائے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"کبھی یہ دعوےٰ نہ کرو کہ میں پاک صاف ہوں جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولا تزکوا انفسکم (پ ۲۷) کہ تم اپنے آپ کو مزکی مت کہو وہ خود جانتا ہے کہ تم میں سے متقی کون ہے جب انسان کے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو خدا اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے اور جیسے ماں بچہ کو گود میں پرورش کرتی ہے اسی طرح وہ خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے اور یہی حالت ہے کہ خدا کا نور اس کے دل پر گر کر کل دنیاوی اثر دل کو جلا دیتا ہے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔"

لیکن ایسی حالت میں بھی اُسے ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہیئے کہ اب یہ طاقت مجھ میں مستقل طور پر پیدا ہو گئی ہے اور کبھی ضائع نہ ہو گی جیسے دیوار پر دھوپ ہو تو اس کے معنی یہ ہرگز نہیں ہو سکتے کہ یہ ہمیشہ ایسی ہی روشن رہے گی اسی پر لوگوں نے ایک مثال لکھی ہے کہ دیوار جب دھوپ سے روشن ہوئی تو اس نے آفتاب کو کہا کہ میں بھی تیری طرح روشن ہوں۔ آفتاب نے کہا کہ رات کو جب میں نہ ہونگا تو پھر کہاں سے تو روشنی لے گی۔ اسی طرح انسان کو جو روشنی عطا ہوتی ہے وہ بھی مستقل نہیں ہوتی بلکہ عارضی ہوتی ہے اور ہمیشہ اُسے اپنے ساتھ رکھنے کیلئے استغفار کی ضرورت ہوتی ہے انبیاء جو استغفار کرتے ہیں اسکی بھی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور اُن کو خطرہ لگا رہتا ہے کہ نور کی جو چادر ہمیں عطا کی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ چھین جائے کوئی نبی جس قدر زیادہ استغفار کرنے والا ثابت ہو گا اُسی قدر اس کا درجہ بڑا بلند ہو گا لیکن جس کو یہ حالت حاصل نہیں تو وہ خطرہ میں ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت اس سے وہ چادر حفاظت کی چھین لی جاوے۔ کیونکہ نبیوں کو بھی وہ مستعار طور پر ملتی ہے اور وہ پھر استغفار کے ذریعہ سے دائمی طور پر رکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اصل انوار تو اللہ تعالےٰ کے پاس ہیں۔ اور نبی ہو یا کوئی سب خدا سے انہیں حاصل کرتے ہیں۔"

(تقریروں کا مجموعہ ص۱۰۲)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:-

"میرے نزدیک پاک ہونے کا بہترین طریق یہی ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی نہ مالی، جب خدا تعالےٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ۔ ایمان۔ عبادت۔ طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئی محض سمجھے۔ اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالےٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے ایک قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو......

میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اُسے دوبارہ قائم کرے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۲ صفحہ ۲۷۶ تا صفحہ ۲۷۸)

قرآن کریم کی اس آیت میں

جس کو میں نے ابھی پڑھا ہے۔ جس ابتلاء اور اللہ تعالےٰ کی جس ناراضگی کا بیان ہے اس سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے انسان اپنے نفس اور اپنے نفس کی تمام خواہشات اور ارادوں پر ایک موت وارد کرے اور عاجزانہ راہوں کو وہ اختیار کرے۔ اور استغفار کے ذریعہ اپنے رب سے قوت کو حاصل کرے اور ہمیشہ یہ سوچتا رہے اور ہمیشہ اس بات پر قائم رہے کہ مجھے روحانی انوار میں سے جو ملا ہے وہ میری کسی ذاتی خوبی کے نتیجہ میں نہیں ملا بلکہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل کے نتیجہ میں وہ مجھے ملا ہے اور دینے والے میں یہ طاقت بھی ہے کہ اگر میں اس کو ناراض کر دوں تو وہ ان انوار کو مجھ سے چھین بھی لے تو اللہ تعالےٰ کی پناہ میں اور استغفار کے ذریعہ ہمیں اپنی زندگیوں کے دن گزارنے چاہئیں کہ جو ان حدود کو پھلانگتا ہے وہ اپنے لئے بڑے خطرات مول لیتا ہے پھر

ایک اور خوف اور تشویش

اس جماعت کو رہتی ہے وہ یہ کہ سوچتے ہیں کہ ہم تو اپنی زندگیاں مقام تقویٰ اور مقام نیستی پر قائم رہتے ہوئے گزاریں گے محض خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم کے ساتھ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں آنے والی نسلیں یا بعد میں شامل ہونے والے خدا تعالےٰ کی ان عظیم روحانی نعمتوں کا عرفان نہ رکھنے کی وجہ سے ان سے محروم ہو جائیں پس اس خیال سے ہمیشہ وہ پریشان رہتے ہیں اور اس کوشش میں رہتے ہیں کہ خدا کے فضل سے انہوں نے جو حاصل کیا ہے خدا کرے کہ ان کی نسلیں بھی اس کی وارث ہوں۔

جماعتی لحاظ سے اس مقام کو قائم رکھنے کے لئے انتہائی جد و جہد کی ضرورت ہے اور جماعت احمدیہ کو کبھی بھی اس سے غافل نہیں ہونا چاہیئے اس کے لئے علاوہ اور باتوں کے

دو اصولی باتیں بہت ضروری ہیں

اول یہ کہ اپنی نسلوں کو اور بعد میں شامل ہونے والوں کو ہمیشہ اس طرف متوجہ کرتے رہنا چاہیئے کہ برکات اور تمام خوبیوں اور تمام رحمتوں اور ہر قسم کی خیر کو صرف قرآن کریم سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے نئے آنے والوں اور نئے پیدا ہونے والوں کے دلوں میں قرآن کریم کے لئے انتہائی محبت کا پیدا کرنا ہمارے لئے ضروری ہے اگر خدانخواستہ ہم ایسا نہ کر سکے تو پھر کچھ اور قومیں خدا تعالےٰ کھڑی کرے گا۔ جو اسلام اور احمدیت کے جھنڈے کو بلند کرنے والی ہوں گی۔ اور ہماری وہ نسلیں جن کے متعلق ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ روحانی نعماء بھی ان کو ورثہ میں ملیں ہمارے روحانی ورثہ سے محروم کر دی جائیں گی۔ اس لئے میں جماعت کو بار بار اس طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ قرآن کریم خود بھی سیکھو اور قرآن کریم دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ اور اپنے بچوں کے سینوں کو قرآن کریم کے نور سے منور کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہو۔ اور دوسری چیز اس کے لئے عاجزانہ دعائیں ہیں کہ ہماری تمام تدبیریں اور تمام کوششیں اور ہماری ہر قسم کی جد و جہد بے سود اور بے ثمر ہے اگر اللہ تعالےٰ کا فضل اس کے ساتھ شامل نہ ہو اور اللہ تعالےٰ کے فضل کو عاجزانہ دعائیں ہی جذب کرتی اور کھینچتی ہیں پس عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ

قرآن کریم کے علوم کو اپنی نسلوں کے دلوں میں قائم کرو

اور خدا تعالےٰ سے دعائیں کرتے ہوئے قرآن کریم کی روشنی کچھ اس طرح ان کے گرد ہالے کی شکل میں قائم کر دو کہ خدا کے فرشتوں کو جس طرح آپ قرآنی انوار میں لپٹے ہوئے نظر آتے ہیں محض خدا کے فضل سے اسی طرح خدا تعالےٰ کے فرشتے آپ کی نسلوں کو اور نئے آنے والے آپ کے بھائیوں کو انوار قرآنی میں لپٹے ہوئے پائیں۔ اور خدا کے حضور وہ جا کے یہ عرض کریں کہ اے خدا تیرے وہ بندے جو پہلے آئے تھے انہوں نے بھی تیرے فضل سے ایک نورانی مقام حاصل کیا اور تیری محبت کی وجہ سے تجھے خوش کرنے کی خاطر قرآن کریم کو سیکھنے کی وجہ سے انہوں نے قرآن کریم کے انوار کو نئے آنے والوں میں بھی قائم کیا ہے اور ان کی نئی نسلیں بھی ان انوار سے محروم نہیں ہیں آنے والوں پر بھی وہ رحمتیں اور فضل اور برکتیں نازل کر جو تو پہلوں پر کرتا رہا ہے۔

اب دیر ہو گئی ہے مختصراً

دو اور خطروں کے متعلق

کچھ بتاؤں گا۔ اور وہ یہ ہیں کہ جب ایسی الٰہی جماعت دنیا میں قائم ہوتی ہے خدا تعالےٰ کے نشانات کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں۔ تو بعض لوگ اس جماعت میں ایسے بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو تعویذ کے ذریعہ آمد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ہم دعاؤں پر زور دے رہے ہیں اور جماعت سے کہہ رہے ہیں کہ دعائیں کرو دعائیں کرو دعائیں کرو (تم کچھ نہیں ہو) خدا سے مانگو خدا سے مانگو۔ تو چونکہ شیطان کا کام ہے فتنہ پیدا کرنا وہ دعاؤں کی آڑ میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے وسوسہ کے نتیجہ میں ایسے دعا گو پیدا ہو جاتے ہیں جو دعاؤں کے ذریعہ آمد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دعا گو پارٹیاں بن جاتی ہیں۔ جو اتحاد میں رخنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ

دعاؤں کو حصول زر کا ذریعہ بنانا تو ایک لعنت ہے

یہ کوئی خوبی تو نہیں۔ دعا کا مزہ تو یہ ہے کہ غیر اللہ سے انسان آزاد ہو گیا۔ اور صرف خدا پر توکل کرنے لگا۔ خدا تعالےٰ نے ایک ... ... جھیلا اور اس کا متکفل ہے اس کا دوست ہو اللہ اس کو دینے والا ہوا۔ تو دعا کا نام لے کر بھیک مانگنا اور اس ذریعہ کے بعد کہ سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے ہی پیش کرتی ہیں۔ بندوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور ناپسندیدہ کہنے "حضور ہی دعا فرمائیں" روحانی طور پر ایک بڑی لعنت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اسی لئے ۱۹۳۹ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو بڑی سختی کے ساتھ اس بات کی طرف متوجہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ

"مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت میں بعض خواب بینوں نے اپنی خوابوں اور دعاؤں کو آمد کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ اور وہ آگے بہانوں سے لوگوں سے سوال کرتے رہتے ہیں جس شخص کا اللہ تعالیٰ نے بندوں سے مانگنے پر مقرر کر دیا۔ وہ تو ایک عذاب ہے۔ ... کی خوابیں بھی یقینی ... ... ہو سکتی ہیں الہام کے ... پہنچیں"

(الفضل مجریہ ۴ نومبر ۱۹۴۹ء صفحہ ۳)

پس

جماعت کو ایسے "دعا گو" سے بچتے رہنا چاہیئے

اور اس قسم کے فتنہ کو شروع ہی میں دبا دینا چاہیئے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ الٰہی جماعتوں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے اور پیدا ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جو لوگ خدا کو بھول گئے دعا کو بھول گئے۔ ان کو دعا کا کچھ پتہ ہی نہیں۔ اس لئے ان میں ایسے لوگ نہیں پیدا ہو سکتے وہ تو مذاق کریں گے اور کہیں گے دور جاؤ یہاں سے تم یہاں کیا کرنے آئے ہو لیکن جو جماعت دعا پر زور دینے والی، دعاؤں کے نتائج کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے والی ہو۔ اس کے بعض لوگ کمزوری کے نتیجہ میں ایسی حرکت بھی کر سکتے ہیں اور جماعت کے بعض کمزور لوگ ان سے متاثر بھی ہو سکتے ہیں۔

پس سال۔ دعا اور سچی توبہ ہی دنیا کے لئے ہے نہیں بڑا ہی خوش قسمت ہوگا وہ انسان جو اس دنیا سے اس حالت میں رخصت ہو کہ خدا تعالیٰ نے اسے کہا کہ میں نے تجھے دنیا میں دینی اور روحانی ابتلاؤں اور امتحانوں میں ڈالا لیکن تو امتحان میں کامیاب رہا۔ اب تو مستحق ہے میری ابدی رضا کو حاصل کرے

ایک اور خطرہ جو الٰہی جماعتوں کو پیش آتا ہے

یہ ہے کہ بعض دفعہ بعض لوگ اپنا خواب اور کشوف وغیرہ کے نتیجہ میں چھوٹی چھوٹی گدیاں بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس قسم کے فتنے سے بھی بچتے رہنا چاہیئے اور ذرا بھی کوئی ایسی چیز نظر آئے تو اسے دبا دینا چاہیئے جس جماعت میں خلافت راشدہ قائم ہو۔ اس جماعت کے کسی فرد کو کسی دوسرے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی ڈھال دی ہے کہ امام ایک ڈھال ہوتا ہے اور اس کے پیچھے ہو کر لڑا جاتا ہے جو تیر پڑے گا وہ امام کے سینے پر پڑے گا۔ پھر آپ کس چیز سے گھبراتے ہیں۔ آپ بے خوف ہو جائیں اور بے خوف ہو کر دینی کام کریں اور پھر بے خوف ہو کر ان فتنوں کو کچلتے ہوئے جو نظر آئیں یا بڑے بننے کی کوشش کیا کریں اور یاد رکھیں کہ خلافت حقہ میں اس قسم کی کسی گدی کی اسلام نے اجازت دی ہے اور نہ اسے تسلیم کیا ہے۔ ۱۹۴۹ء میں اس قسم کا ایک فتنہ جماعت میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"اُن کے اندر خود پسندی اور خود ستائی تھی۔ اور اپنی ولایت بگھارتے پھرتے تھے۔ لوگوں سے کہتے تھے ہم سے دعائیں کراؤ۔ حالانکہ خلافت کی موجودگی میں اس قسم کی گدیوں والی ولایت کے کوئی معنے ہی نہیں .... خلفاء کے زمانہ میں اس قسم کے ولی نہیں ہوتے۔ نہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کوئی ایسا ولی ہوا نہ حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے زمانہ میں۔ ہاں جب خلافت نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے ولی کھڑے کئے کہ جو لوگ ان کے جھنڈے تلے جمع ہو سکیں انہیں جمع کریں تا قوم بالکل ہی تتر بتر نہ ہو جائے۔ لیکن جب خلافت قائم ہو اس وقت ان کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

(الفضل ۱۷ جون ۱۹۴۹ء صفحہ ۳)

پس خلافت کی موجودگی میں ایسی ولایت کا وسوسہ دراصل کبر اور اباء ہے۔ اور شیطانی وسوسہ ہے۔ جہاں بھی پیدا ہو اسے کچل دینا چاہیئے۔

آخر میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس

پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"اصل یہ ہے کہ ولی اللہ بننا ہی مشکل ہے بلکہ اس مقام کا سمجھنا ہی دشوار ہوتا ہے کہ یہ کس حالت میں کہا جاوے گا کہ وہ خدا کا ولی ہے۔ انسان انسان کے ساتھ ظاہرداری میں خوش اخلاقی کر سکتا ہے اور اس کو خوش کر سکتا ہے۔ خواہ دل میں ان باتوں کا کچھ بھی اثر نہ ہو۔ ایک شخص کو خیر خواہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر حقیقت میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خیر خواہ ہے یا کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ اس کی اطاعت، محبت کس رنگ سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ فریب اور دغا نہیں ہو سکتا۔ کوئی اس کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ جب تک سچے اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ یک رنگ ہو کر خدا تعالیٰ کا نہ بن جاوے کچھ فائدہ نہیں۔"

(ملفوظات جلد ششم [illegible])

خلاصہ میری اس تقریر کا یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیرے ذریعہ سے تیرے فیوض کو جاری کروں گا اور اس قوت قدسیہ کے اثر کے نتیجہ میں جو میں نے تجھے عطا کی ہے ایک ایسی جماعت پیدا کروں گا جو میرے قرب اور میری رضا کو حاصل کریں گے میں ان سے خوش ہوں گا اور وہ مجھ سے راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے عملاً ایسی جماعت پیدا کی ہم ان کے روحانی رازوں سے تو واقف نہیں۔ کیونکہ وہ راز ان کے اور ان کے رب کے درمیان تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو سلوک کیا وہ ہمیں بتاتا ہے کہ واقعہ وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کے پیارے اور محبوب تھے۔ اور یہ وہ لوگ تھے جو ڈر ڈر کر اپنی زندگیوں کو گزارا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ ہمیں روحانی رفعتوں میں سے جتنا حصہ بھی ملا ہے۔ وہ ہماری کسی خوبی کے نتیجہ میں نہیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے طور پر ہے اور ایک رنگ میں بطور مستعار کے ہے اور دینے والا جب چاہے دیتا ہے اور جب چاہے ہم سے واپس لے لے۔ پس ہر آن اور ہر لحظہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور جھکے رہتے اور اپنی مغفرت چاہتے رہتے اور اپنی عاجزانہ دعائیں کرتے رہتے تھے کہ خدا ایک دفعہ اپنے قرب اور رضا کی روشنی عطا کرنے کے بعد شیطانی اندھیروں میں ہمیں دھکیل نہ دینا۔ اور یہی وہ لوگ تھے جن کی ان دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور ان کا انجام بخیر ہوا۔ پھر امت محمدیہ میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ جیسی ایک جماعت پیدا کی۔ اور جیسا کہ اس نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا آپ کے گرد ایسے لوگ اکٹھے ہو گئے جنہوں نے واقعتاً اور حقیقی معنی میں اپنے پر فنا طاری کی اور اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔ اور صحابہؓ کی طرح ان کا بھی یہی حال تھا کہ وہ اپنے رب سے خوش تھے اور ان کا رب ان سے راضی تھا۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے الٰہی جماعتوں کے لئے بعض فتنے اور امتحان بھی پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور مومن کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے مقام نیستی اور لاشئ محض اور محض مسلوب ہونے کی حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھے اور بھولے نہیں۔ اور جب کبھی بھی اس قسم کے فتنے پیدا ہوں اور

جہاں بھی اس قسم کے فتنے پیدا ہوں

وہاں دلیری کے ساتھ ان فتنوں کو ان طریقوں پر کچلیں جو اسلام نے اور قرآن کریم نے ہمیں بتائے ہیں اور ڈرے نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسی ڈھال عطا فرمائی ہے جو ان کی حفاظت کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا کرے کہ ہم ہمیشہ اس کی رحمت کے سایہ میں زندگی گزارنے والے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے کہ ہم جو انتہائی طور پر کمزور ہیں، ہم جو انتہائی طور پر گنہگار رہے۔ ہم جو انتہائی طور پر بے طاقت ہیں۔ ہم جو انتہائی طور پر لاعلم ہیں۔ وہ اپنی قوتوں اور طاقتوں اور علم اور نور سے ہماری مدد کرتا رہے اور ہمیں اس مقصد میں کامیاب کرے جس مقصد کے لئے اس نے ہمیں انفرادی طور پر اور جس مقصد کے لئے اس جماعت کو بحیثیت جماعت پیدا کیا ہے اور قائم کیا ہے اور کھڑا کیا ہے کہ اس کے فضلوں اور رحمتوں کے بغیر ہم میں اپنی کوئی طاقت نہیں ہے۔

اب انصار اللہ کا یہ عہد دہراؤں گا آپ میرے ساتھ شامل ہوں۔ اور پھر دعا ہوگی۔

میری دعا ہے

کہ جہاں بھی آپ ہوں، جہاں بھی آپ رہیں، حضر میں بھی اور سفر میں بھی، اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ کے ساتھ ہوں اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ آپ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑیں۔ وہ آپ کے دلوں کی ڈھارس آپ کے خوفوں کو دور کرنے والے آپ کو حزن سے بچانے والے آپ کو نور کی راہوں پر چلانے والے آپ کی انگلی پکڑ کر آپ کو خدا تعالیٰ کے قدموں میں جا بٹھانے والے ہوں۔

اس کے بعد حضور نے انصار اللہ کا عہد دہرایا اور دعا فرمائی۔

(الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۶۷ء)

ہمارا زمانہ ایک رُوحانی مصلح کا متقاضی ہے

تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد معلم جامعہ احمدیہ قادیان بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۶ء

(۳)

کلجگ یا آخری زمانہ

حاضرین کرام! ہمارا یہ دور جس کے مختصر حالات میں نے بیان کئے ہیں ہندو دھرم کی اصطلاح میں کلجگ کہلاتا ہے اور عیسائیت و اسلام میں آخری زمانہ کہلاتا ہے اس کی تمام علامات آج ان ہر مذہبی کتب میں تفصیلاً مل جائیں گی جنہیں پڑھ کر انسان تعجب کرتا ہے کہ موجودہ زمانہ کے بارے میں آج سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں برس پیشتر بیان کر دیا گیا تھا یہ آخری زمانے کے فسادات اور خرابیاں اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس قدر انتہا کو پہنچی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اور اپنی شدت کے لحاظ سے اس قدر خطرناک نظر آتی ہیں کہ ہر نبی اپنی امت کو ان فتنوں سے ڈراتا اور ان سے بچنے کی تلقین کرتا چلا آیا ہے چنانچہ ہندوؤں کی مقدس کتاب گیتا کے بارھویں اسکندھ میں اور عیسائیوں کی مقدس کتاب متی باب ۲۴ میں اور مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن مجید کے آخری سیپارہ اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمارے اس دور کا کامل نقشہ بیان کر دیا گیا ہے لیکن وقت بہت تنگ ہو گیا ہے ورنہ میں وہ بھی تفصیل آپ کے سامنے بیان کر دیتا۔

مفاسد کا علاج

حضرات! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہر مذہب کی کتابوں میں دنیا کے موجودہ مفاسد و خرابیوں کا ذکر ہے اور سائنس ہی زمینی و آسمانی بلاؤں نے قیامت کا نمونہ پیش کر دیا ہے اور دنیا کے کونے کونے میں انسان اپنی ہلاکت کو دیکھ رہا ہے تو ان خرابیوں کی اصلاح کا کیا طریق ہے؟ بعض لوگ اس کے لئے بڑے عجیب طریقے بیان کرتے ہیں اور بڑی دور کی کوڑی لانے کی کوشش کرتے ہیں جو آگے چل کر کسی نہ کسی ازم کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ان مفاسد کی اصلاح کا وہی طریق ہے جو حضرت آدم سے لے کر اس وقت تک خدا تعالیٰ کے مامور و مرسلین کا رہا ہے

عظیم الشان مصلح

حضرات! یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کی کتب مقدسہ میں بعض پیشگوئیاں آخری زمانہ کے ایک مصلح کے متعلق پائی جاتی ہیں تقریباً ہر ایک مذہب کے بانی نے اپنے بعد آنے والے ایک ایسے ریفارمر کا ذکر کیا ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا اور جس کے متعلق ایک عظیم الشان اصلاح کا کام بتلایا گیا تھا۔

یہ بات ظاہر ہے کہ آخری زمانہ میں جب فسادات اپنے کمال کو پہنچ چکے ہونگے اور بدی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہو گی تو ایسے مفاسد کی اصلاح کے لئے جو شخص مامور کیا جائیگا وہ بھی نہایت ہی عظیم الشان انسان ہوگا نہ کہ کوئی معمولی مصلح یا ریفارمر۔ کام جتنا عظیم الشان اور مشکل و اہم ہوتا ہے اسکو سرانجام دینے کیلئے جو شخص مقرر کیا جاتا ہے وہ بہت بڑی شخصیت کا مالک ہوتا ہے۔ پس آخری زمانے کی اصلاح فسادات کیلئے جس مصلح کے آنے کی خبر تمام مذاہب میں دی گئی ہے وہ مصلح اپنے کام کی نسبت کے لحاظ سے ایک عظیم الشان شخصیت کا مالک ہوگا جتنا اہم اس کا کام ہے اسی قدر اونچا اس کا مقام ہے

مصلح دورِ آخر کے متعلق پیشگوئیاں

معزز سامعین! اس عظیم الشان مصلح دورِ آخر کے بارے میں ہندو مذہب یہ بیان کرتا ہے کہ:۔

"جب وقت کلجگ آ گیا سمجھ لیجئے کہ دنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ وہ وہ گناہ ہونگے کہ زمین کانپ اٹھے گی۔ لڑکے والدین کو بے وقوف سمجھیں گے دغابازی دنیاداری کیسی عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم کر رکھیں گی بہت دت گیا۔ پوجا پاٹ دھرم کرم جڑ بنیادوں سے مٹ جائینگے۔ لوگ ادھرم کریں گے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھیں گے جب اس طرح دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا تو بھگوان جی کو تکلیف کرنا پڑیگی کہ کلکی اوتار میں جلوہ دکھائیں گے پاپ کی ناؤ ڈوب جائیگی۔ دھرم کی بیل پھر ہری بھری ہو گی"

(مہابھارت بن پرب ادھیائے ۱۹۰ ص ۶۸۹)

اور عیسائی مذہب کی رو سے حضرت یسوع مسیح اس موجودہ دور میں آنیوالے ہیں جیسا کہ بیان ہے:۔

"اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائینگی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔"

(متی باب ۲۴ آیت ۲۹)

مذہب اسلام کے عقائد کے مطابق اس زمانہ میں ایک مسیح موعود اور مہدی ظاہر ہونے والے ہیں جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً کہ جب مسیح ابن مریم کا نزول تم میں ہوگا تو اے مسلمانو! تمہارا کیا حال ہوگا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں امام مہدی کی جو لوگوں میں اختلافات اور دنیا میں زلزلوں کے وقت آئے گا"۔

(ترجمہ حدیث النجم الثاقب جلد ۲ ص ۱۱۲)

اور پارسی مذہب کی رُو سے موسیو در ہبھی پادشاہ بہرام کے آنے کی پیشگوئی پائی جاتی ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"زرتشت سے پوچھا گیا کہ شاہ بہرام کے آنے کی کچھ نشانیاں بتا دیجئے آپ نے فرمایا کہ جب تم آسمان پر انسان کو اڑتے دیکھو گے اور چراغ بغیر تیل کے روشن ہونے لگیں گے۔ گاڑیاں بغیر گھوڑوں کے چلنے لگیں تو سمجھ لو کہ شاہ بہرام کا ظہور ہو گیا۔ تم دیوانہ وار اس کی تلاش شروع کر دو ضرور پا لو گے"۔

(ماہنامہ اردو ڈائجسٹ کراچی ماہ فروری ۱۹۶۴ء)

اسی طرح سکھ مذہب میں یہ پیشگوئی پائی جاتی ہے کہ:۔

"تاں مردانے پچھیا۔ گورو جی! کبیر بھگت جیہا کوئی ہور بھی ہوویگا ہے سری گورو نانک جی آکھیا۔ مردانیاں! اک بھگت ہوسی، پیاساں تو پچھے سو برس توں بعد ہوسی، پھر مردانے پچھیا جی کیہڑے تھاؤں آنے ملک وچ ہوسی۔ تاں گورو کہیا۔ مردانیاں! وٹالے دے پرگنے وچ ہوسی"۔ (جنم ساکھی بھائی بالا ص ۲۵۰)

خلاصہ اس پیشگوئی کا یہ ہے کہ حضرت بابا نانک صاحب نے فرمایا کہ آنے والا گورو ہم سے سو برس بعد آئیگا وہ زمیندار ہوگا اور تحصیل بٹالہ میں ہوگا

اسی قسم کی پیشگوئی مہاتما بدھ نے بھی کی کہ:۔

"میرے بعد جو بدھ آوے گا میتریہ کے نام سے مشہور ہوگا یعنی وہ جس کا نام محمود "مہربانی ہوگا"۔ (دکلیان دھرم ص ۲۷۳ مترجم شوبرٹ نقل درمن ایم۔ اے)

ایک آسمانی شہادت

حضرات! ان پیشگوئیوں کے علاوہ اس مصلح دورِ آخر کے لئے ایک آسمانی نشان کے ظہور کی پیشگوئی بھی ہر مذہب میں پائی جاتی ہے جس سے مراد اس ہے سورج اور چاند کا ایک ہی مہینہ میں گرہن لگنے کی پیشگوئی ہے چنانچہ انجیل میں سورج اور چاند کے تاریک ہونے کا ذکر ہے اور ہندو مذہب میں ذکر ہے کہ جب چاند اور سورج یک نشست میں جمع ہو جائیں گے تو ست یگ شروع ہو جائیگا (دیکھئے بھاگوت پران ادھیائے ۲ شلوک نمبر ۲۴) گرنتھ صاحب میں آتا ہے کہ مہاراج کرشن جی جب نہہ کلنک ہو کر دوبارہ آئیں گے تو اس وقت رو (سورج) اور راہو (چاند) ان کے ساتھ ہونگے اور اسلام اس بارے میں اس گرہن کی تفصیل کر دیتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں چاند کو گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو اور سورج کو اس کے گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا۔ اور یہ ہمارے مہدی کی صداقت کا نشان ہوگا جو دنیا کی ابتداء سے کبھی ظاہر ہوا نہ ہوگا

چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق رمضان ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں یہ گرہن لگ چکا ہے۔ یہ اتنی عظیم الشان گواہی ہے کہ اس جیسا نشان آج تک کسی مقدس کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔ اور ایسا نشان ہے جسے کوئی شخص اپنے غلبہ اور اقتدار یا کسی دھوکہ دہ ذریعے سے ظاہر نہیں کر سکتا۔

تلاشِ پیغمبر

پس ایک طرف زمانے کی اخلاقی تہذیبی و تمدنی مذہبی و سیاسی اور جسمانی حالت ایک عظیم الشان مصلح کا تقاضا کر رہی ہے۔ دوسری طرف ایسے مصلح کی آمد کی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ ہی آسمانی نشانوں کا ظہور ہے اور تیسری طرف ایک دو نہیں بلکہ سارے کے سارے مذاہب عالم ایک نجات دہندہ کے منتظر ہیں چنانچہ علامہ اقبال کہتے ہیں ؎

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

یورپ کے ایک مفکر سیاح مارس اندلس کا کہنا ہے کہ

"دمشق، بیروت، بغداد، مکہ، طہران، قاہرہ اور ان کے ساتھ لندن اور واشنگٹن بھی ایک پیغمبر کے انتظار میں ہیں۔"

(رنگا بہ جنوری فروری ۱۹۶۱ء)

اور اسی بات کا اظہار عزت مآب صدر جمہوریہ ہند جناب ڈاکٹر راداکرشنن نے اپنی ایک تقریر میں یوں فرمایا کہ:۔

"آج انسان کا لہو بہت سستا ہو گیا ہے اور تشدد کا خطرہ بڑھ گیا ہے اگر تہذیب اور انسانی زندگی کی قدروں میں ہمارا اعتقاد ختم ہو گیا اور ہم خدا کو بھول بیٹھے تو پھر کسی پیغمبر کو جنم لینا ہوگا جو ہمیں اس امر سے آگاہ کرے کہ یہ برتر اور کی جائے۔ اگر ہم خدائی آواز سننے میں ناکام رہے تو ہم اپنی اجتماعی تہذیب کو خود ختم دیکھ لیں گے"

(پرتاپ جالندھر ۲۶ جنوری ۱۹۶۵ء)

قبولیتِ دُعا کے شیریں پھل

تقریر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب فاضل انچارج مبلغ میسور اسٹیٹ برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۶ء

(قسط ۵)

(۸) قبولیتِ دعا کا آٹھواں شیریں پھل

ایک ہندو سادھو سوامی شوگن چند صاحب نامی ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں "جلسہ مذاہبِ عالم" کی تجویز لے کر آئے اور حضور سے درخواست کی کہ اس جلسہ میں سُنانے کے لئے آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں۔ پہلے تو حضور نے اپنی بیماری کے باعث عذر کیا۔ لیکن پھر سوامی جی کے اصرار پر آپ نے وعدہ فرمایا۔ سوامی جی نے اس جلسہ کے لئے جو اشتہار دیا تھا۔ اس میں مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ آریوں کو قسم دی کہ آپ کے نامی علماء اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ کامل مذہب کی سچائی کے اظہار کے لئے یہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ تقریب تھی۔ گویا سب سے زیادہ خوبیوں والے مذہب کے لئے منفعت بخش خدا نے مشترکہ سٹیج اور تمام مذاہب کے منتخب حاضرین جمع کرنے کا اپنے تصرف سے انتظام فرما دیا چونکہ حضور یقین رکھتے تھے کہ آپ بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتے اس لئے اس موقعہ کے پیشِ نظر آپ نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ آپ کو ایسے مضمون کا القاء کرے جو اس مجمع کی تقریروں پر غالب رہے۔ آپ نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت آپ کے اندر پھونک دی گئی ہے۔ اور آپ نے آسمانی قوت کی ایک زبردست جنبش اپنے اندر محسوس کی۔ جب مضمون لکھ چکے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ "مضمون بالا رہا" یہ الہٰی خوشخبری پا کے آپ نے ۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء کو ایک دو ورقہ لکھا جس کا عنوان تھا:۔

"سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری"

اس پر آپ نے تحریر فرمایا:۔

"جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶ر ۲۷ر ۲۸ر دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے اور جو شخص اس مضمون کو اول سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب میں سُنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اُس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نور اُس میں چمک اُٹھے گا اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آجائے گی۔ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف و گزاف کے داغ سے منزہ ہے مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجبور کیا ہے کہ تا وہ قرآن کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور نور سے نفرت کرتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع کیا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں۔ خواہ آریہ۔ خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور کیونکہ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالمِ کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطعہ نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اُس کی روشنی ہوئی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلول انوار ہے اور وہ نورانی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذاہب کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی چلی جائے گی۔ جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر میں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا۔ اور مجھے یہ الہام ہوا اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتَ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہوتا ہے یہ حمایتِ الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔ اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج بھی کر کے ان معارف کے سننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں کہ اُن کی عقل اور ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہوں گے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہوں گے

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء"

(تبلیغ رسالت جلد پنجم صفحہ ۷۸، ۷۹)

جیسا کہ اس میں قبولیتِ دعا کی بشارت تھی یہ خدا تعالیٰ کا اسلام اور آپ کی صداقت اور قبولیتِ دعا کا ایک عظیم الشان نشان اور نہایت شیریں پھل ثابت ہوا۔ جلسہ کے اختتام پر سب لوگوں نے اقرار کیا۔ داد دی۔ اس کا اعتراف بیسیوں ہی غیر اخباروں نے کیا اور بڑے نمایاں انداز میں اس کی خبر شائع کرتے ہوئے خراجِ تحسین ادا کیا اور اس مضمون کی تعریف میں کالموں کے کالم بھر دیئے اور اب تو سلسلہ نے اس کتاب کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے اسکی دنیا بھر میں اشاعت کی اور ہر جگہ کے بڑے بڑے ذی علم لوگوں نے اس مضمون اور کتاب نے خراجِ تحسین حاصل کیا یہ تو رہتی دُنیا تک یادگار کے طور پر باقی رہنے والا نشان ہے۔

(۹) قبولیتِ دُعا کا نواں شیریں پھل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس روز تک ہوشیار پور میں اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی اور تضرع سے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کی قبولیت کی بشارت دیتے ہوئے اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ پھر نصف صد کے قریب عظیم الشان خصوصیات کا ذکر فرما کر پسر موعود کی بشارت دی جس کی نسبت فرمایا۔

"وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ قبولیتِ دعا کا یہ زبردست نشان بفضلہ روزِ روشن کی طرح سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود باجود سے پورا ہو کر قبولیتِ دعا کے شیریں پھل کی حلاوت و لذت کا احساس کرا چکا ہے۔"

اس ضمن میں بے شمار شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں کہ یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو چکی ہے۔ بوجہ قلتِ وقت کے صرف ایک شہادت پر اکتفاء کرتا ہوں۔ یہ شہادت ایک معروف غیر احمدی عالم مولوی سمیع اللہ خاں صاحب فاروقی نے قیام پاکستان سے قبل "اظہار حق" کے عنوان سے ایک ٹریکٹ میں دی ہے فرماتے ہیں:۔

"آپ کو (یعنی حضرت مسیح موعود کو ... ناقل) اطلاع ملتی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اُس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے۔"

اس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو

اور پھر ایسا ان سے کچھو کہ کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی ہے اُس وقت موجودہ خلیفہ ابھی بچے ہی تھے اور مرزا صاحب کی جانب سے انہیں خلیفہ مقرر کرانے کے لئے کسی قسم کی وصیت بھی کی گئی تھی بلکہ خلافت کا انتخاب رائے عامہ پر چھوڑ دیا گیا تھا چنانچہ اس وقت اکثریت نے حکیم نورالدین صاحبؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا جس پر مخالفین نے محمود والی پیشگوئی کا مذاق بھی اُڑایا لیکن حکیم صاحبؓ کی وفات کے بعد مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفہ مقرر ہوئے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے زمانہ میں احمدیت نے جس قدر ترقی کی وہ حیرت انگیز ہے۔

خود مرزا صاحب کے وقت میں احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ خلیفہ نورالدین صاحبؓ کے وقت میں بھی خاص ترقی نہ ہوئی تھی لیکن موجودہ خلیفہ کے وقت میں مرزائیت قریباً دُنیا کے ہر خطہ تک پہنچ گئی۔ اور حالات بتلاتے ہیں کہ آئندہ مردم شماری ۱۹۴۱ء کی نسبت دُگنی سے بھی زیادہ ہوگی بجالیکہ اس عہد میں مخالفین کی جانب سے مرزائیت کے استیصال کیلئے جس قدر منظم کوششیں ہوئی ہیں پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ الغرض آپ کی ذریت میں سے ایک شخص پیشگوئی کے مطابق جماعت کے لئے قائم کیا گیا اور اُس کے ذریعے سے جماعت کو حیرت انگیز ترقی ہوئی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بھی من وعن پوری ہوئی ؟

(اظہارالحق صفحہ ۱۱،۱۲ (مطبوعہ نذیر پرنٹنگ پریس باہتمام سید سلیم حسن صاحب زبیری)

اس پیشگوئی کا بقیہ حصہ دہا میں درج ہے۔

"تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائیگی ..... خدا تیری برکتیں اِرد گرد پھیلائے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کریگا۔ اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دیگا تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دُنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا ...... اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔ فقط"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۵ اور ۱۴۶)

اولاد کی بشارت کے تعلق سے ایک پوتے کی بشارت بھی آپ کو ملی۔

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ۔

ترجمہ: "ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا"

(تذکرہ صفحہ ۹۹۵)

بفضلہ موعود پوتے کے تعلق سے پیشگوئی گذشتہ سال ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے وجود باجود سے پوری ہو چکی ہے فالحمدللہ

بھلا یہ کس کے اختیار میں تھا کہ اپنے بیٹے اور پوتے کی پیدائش سے پہلے پیشگوئی کرے کہ اس طرح دنیا میں عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کرنے والی دو شخصیتیں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گی پھر دنیا میں لاکھوں لوگوں نے قبولیت دعا کے اس نشان کو اپنی زندگیوں میں ہی پورا ہوتے دیکھ لیا اور ابھی کئی کئی لوگ زندہ موجود ہیں جن کی زندگی میں ان وجودوں کی پیدائش سے پہلے یہ پیشگوئی شائع کی گئی تھی۔

دنیا میں بہت کم ایسی مثالیں ہیں کہ خدا تعالےٰ کے کسی مامور نے دعا کی قبولیت کے ذریعہ ایسے دو شیریں پھل موعود بیٹے اور موعود پوتے کی شکل میں پائے ہوں۔ صرف یہی نہیں آپ نے تو یہ بھی خدا تعالےٰ سے بشارت پاکر فرمایا ہے:۔

"نسلیں ہیں میری بے شمار"

اور اپنی پوری اولاد کے بارہ میں فرمایا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہیں
یہی ہیں پنج تن جن پر بِنا ہے

یقیناً یہ قبولیتِ دعا کا ایسا زندہ پھل ہے کہ اس کی مثال دنیا نے نہ اس جہان میں دیکھا ہے نہ ہی اگلے جہان میں ایسا پھل ہوگا مبارک وہ جو اس زندگی میں اس کا تماشہ دیکھے (باقی)

حضرت المصلح الموعودؓ کی خواہش کے احترام میں

احباب چندہ وقفِ جدید امسال دُوگنا کر دیں

وقفِ جدید کا بجٹ غیر معمولی طور پر کمزور چلا آرہا ہے۔ جماعت کے اخلاص اور دین کی خاطر قربانی کرنے والے احباب کی بفضلِ تعالےٰ جماعت میں کمی نہیں۔ خدا تعالےٰ کی رضا اور اپنے نفوس و اموال میں برکت حاصل کرنے کا گُر اسی میں مضمر ہے کہ خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانی کے میدان میں سرآن پروانہ کرتے جائیں اور اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کریں اور اس کی بات کو سُنیں اور اس کی اطاعت کریں اور اپنے مال اس کی راہ میں خرچ کرتے رہیں کیونکہ یہ عمل اللہ تعالےٰ کے نزدیک تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہوگا۔ اور جو لوگ اپنے دل کی [illegible] سے بچائے جاتے ہیں وہی دراصل کامیاب ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

"اس نسخہ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے خوب سمجھا اور پھر اس پر خوب عمل کیا۔ دیکھو دنیا میں ایسی کامیابی نصیب ہوئی کہ کسی اور قوم کو ویسی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ اور اسی زندگی میں ان کو آئندہ کے متعلق ایسی بشارتیں ملیں کہ کسی اور قوم کو ان کا حقدار قرار نہیں دیا گیا۔"

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:۔

"میں اس اعلان کے ذریعہ احبابِ جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ حضرت المصلح الموعودؓ کی خواہش کے احترام میں اس سال اپنا چندہ وقفِ جدید حتی الوسع دُوگنا کر دیں اور جو دوست اس تحریک میں ابھی شریک نہیں ہیں وہ اس سال اس تحریک میں شمولیت کی سعادت ضرور حاصل کریں ... اللہ تعالےٰ جملہ احباب کے اخلاص و اموال اور جذبۂ قربانی میں برکت دے اور اُنہیں اس تحریک میں بیش از پیش حصہ لینے کی توفیق بخشے۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارے نزدیک سب سے بڑی ضرورت آج اسلام کی زندگی کی ہے۔ اسلام ہر قسم کی خدمت کا محتاج ہے اس کی ضرورتوں پر ہم کسی ضرورت کو مقدم نہیں کر سکتے خدا تعالےٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے ہم مصیبت سمجھتے ہیں کہ اس کام کو چھوڑ دیں ورنہ بیمار ہوتے ہیں آخر انسان ہی ہے اگر مر جائے تو کچھ حرج نہیں ہوتا۔ لیکن ایک ایسا ہوتا ہے اگر وہ مر جائے تو دنیا تاریک ہوتی ہے پس یہی حالت اسلام کی ہے آج بہت بڑی ضرورت یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور بن پڑے اسلام کی خدمت کی جس قدر روپیہ ہو وہ اسلام کی احیاء میں خرچ کیا جاوے۔"

پس حضور کے ارشادات کے ماتحت میں مخلص جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے وعدہ جات پر نظرِ ثانی فرما دیں اور جن احباب نے ابھی وعدے نہیں بھجوائے ہیں وہ بھی حضور کی اس خواہش کو مدِ نظر رکھیں۔ فارم وعدہ جات جماعتوں کو ارسال کر دیئے گئے ہیں عہدیداران و دیگر احباب اس فارم کی تکمیل فرما کر جلوانہ جلد دفتر وقفِ جدید کو ارسال فرما دیں۔

انچارج وقفِ جدید صدر انجمن احمدیہ قادیان

خبریں

ہانگ کانگ ۷ فروری۔ سیاسی مبصروں نے یہ واضح ظاہر کی ہے کہ روس اور چین کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہو گئے ہیں کہ اب ان میں سفارتی رشتہ منقطع ہونے والا ہے۔ پرسوں روس نے وارننگ دی تھی کہ چین روسی شہریوں سے بدسلوکی نہ کرے ورنہ روس کارروائی کرنے پر مجبور ہو گا۔ چین نے جوابی بیان جاری کیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ روسی لیڈروں کی کارروائیوں سے دونوں ملکوں کے تعلقات کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ پیکنگ میں روسی سفارت خانہ کے باہر آج پھر سخت پہرہ ہوا۔

ٹوکیو ۷ فروری۔ چین کی سرکاری خبر رساں ایجنسی ہنو چائنا نیوز ایجنسی نے اعلان کیا ہے کہ چین کے صدر مسٹر لیو شاؤ چی اور کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سیکرٹری [illegible] تمام عہدوں سے برطرف کر دیئے گئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں گورنمنٹ اور کمیونسٹ پارٹی کے تمام عہدوں سے ہٹا دیا گیا ہے۔ دوسرے معنوں میں کہا جا سکتا ہے کہ صدر لیو شاؤ چی کو برطرف کر دیا گیا ہے ان دونوں پر پچھلے دنوں سے کڑی نکتہ چینی ہو رہی ہے۔ ماؤزے تنگ کے حامیوں نے شنگھائی میں عوامی کمیون "عوامی مرکز" قائم کر دیا ہے۔ اس کا مقصد ماؤزے تنگ کے حامیوں کے گرتے ہوئے حوصلوں کو بڑھاوا دینا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ شنگھائی پر اب بھی ماؤزے تنگ کے مخالفوں کا قبضہ ہے اور یہ کمیون سنٹرل کمیٹی کے مقابلہ میں متبادل حکومت کے مترادف ہے۔ صوبہ شنگھائی پر ابھی تک ماؤ کے مخالف قابض ہیں اور ماؤزے تنگ کے حامی انہیں وہاں سے ہٹا نہیں سکتے ہیں۔

برہلی ۷ فروری۔ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے جن سنگھ پر الزام لگایا کہ وہ حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ اور اشتعال انگیز پوسٹر [illegible] رہے ہیں جن میں مجھے گئوہتیا کے لئے ذمہ دار دکھایا گیا ہے۔ وہ مراد آباد، [illegible] اور برہلی کے انتخابی جلسوں میں تقریر کر رہی تھیں۔ انہوں نے جن سنگھ [illegible] میں بڑے پیمانے پر بے اطمینانی [illegible] کا الزام لگایا اور کہا کہ جگت گورو شری شنکر آچاریہ کے برت توڑنے میں تاخیر کے لئے جن سنگھ زیادہ ذمہ دار ہے بعض سیاسی پارٹیاں تھیں۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ حکومت چاہتی تھی کہ یہ اشخاص مر جائیں مسلمانوں میں فرقہ وارانہ جذبات اور ان کے نتیجہ میں اتر پردیش میں ماضی میں ہوئی گڑبڑ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ متعصب قوم کو نئے سانچے میں ڈھالنے کی ام کوششوں کو ناکام بنانا ہے۔ انہوں نے اپوزیشن پارٹیوں پر بدترین قسم کی سیاسی بلیک میلنگ کا الزام لگایا

شملہ ۷ فروری۔ تبت کے سابق حکمران اور دھارمک مہاراج نیتک نیتا دلائی لامہ نے ایک انٹرویو میں کہا کہ وہ جلد ہی تبت کی آزادی کا سوال خود اتحادی سبھا میں اُٹھائیں گے۔ اس مطلب کے لئے وہ موزوں وقت کے انتظار میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چینی تبتی عوام پر بڑے مظالم ڈھا رہے ہیں۔ اس سے پہلے تبت کا سوال تین بار اتحادی سبھا میں پیش ہو چکا ہے لیکن اتحادی سبھا کسی قسم کی کارروائی کرنے میں ناکام رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب میں خود اتحادی سبھا میں پیش ہو کر دنیا کو تبت کی آہ کی داستان بتاؤں گا اور تبت کو چین کے پنجہ سے آزاد کرانے کے لیے اس سے مدد مانگوں گا۔ میری جلا وطن حکومت نے اتحادی سبھا کے تمام ممبروں سے تبت کے منصفانہ کاز کے لئے سرگرم مدد کئے جانے کی درخواست کی ہے۔ چین کے بڑے ہوئے حالات میں جو کہ موجودہ کلچرل انقلاب کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ تبت کا ذکر دوسرے ممالک سے خاص طور پر ان ممالک سے جو آزادی کے حامی اور احترام کرتے ہیں خاص مدد ملنی چاہیئے۔

"وہ دانشمند ایک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخمریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"
(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۴)

بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم اس تخم کو پھلتے اور پھولتے دیکھ رہے ہیں۔ اور اس کی شاخیں دنیا کے بے شمار ممالک میں [illegible] اور وہ وقت قریب ہے کہ ساری دنیا [illegible] بیزار ہو کر روحانیت کی گود میں پناہ لینے پر مجبور ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

[illegible] آسمان [illegible] بہر حالت شود پیدا

ہمارا زمانہ ایک روحانی مصلح کا متقاضی ہے

(بقیہ صفحہ ۹)

اور عیسائی دنیا تو عیسیٰ علیہ السلام کا انتظار کر کر کے مایوس ہو چکی ہے چنانچہ لکھا ہے

"It is further said that the time for the coming of the Messiah is expired"
(رسالہ مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

مدعی ماموریت لیکن حضرات! مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ موجودہ زمانہ جس عظیم الشان مصلح کا متقاضی ہے وہ عین وقت پر قادیان کی اسی مقدس سرزمین میں مبعوث ہوا جس نے تمام دنیا کو یہ آواز دی کہ

> میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
> میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
>
> وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
> میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا!!
>
> آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں
> ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
>
> ذکھوا خسوف السماء جاء المسیح جاء المسیح
> نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں ان گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں۔ یہ خیال اور قیاس نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ مجھ پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کیلئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے ...... یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔" (لیکچر سیالکوٹ)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:۔

"میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقویٰ اور طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسیٰ کے وقت سچائی کے دشمن ہو گئے تھے بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا نہ صرف یہی کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے۔"
(براہین احمدیہ حصہ پنجم مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

معزز حاضرین! آخر میں التماس کرتے ہیں کہ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ مصلح دور آخر سے متعلق تمام پیشگوئیوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دراصل ایک ہی شخص کو مختلف رنگوں میں بیان کر دیا گیا ہے کیونکہ دوسرے مذاہب کے آئیوالے مصلح کا ہر مذہب کے آئیوالا مصلح نام معلوم ہوتا ہے ... آنے کا بھی ایک ہی وقت معلوم ہوتا ہے اگر ایک ہی وقت میں ہر مذہب کا اوتار ... اپنے اپنے مذہب کے غلبہ کی کوشش کرے تو پھر دنیا میں بجائے اس کے کہ امن قائم ہو خون کی ندیاں بہنے لگیں گی اور پہلے ہی کہا کم مصائب ہیں کہ ان کی آمد سے ان میں اضافہ ہو جائے اور پھر اس دور میں دنیا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو چکی ہے بلکہ عملی اور ذرائع کے اعتبار سے ایک ہو گئی ہے جیسا کہ جناب ڈاکٹر رادھا کرشنن نے ۱۵ نومبر ۱۹۶۶ء کو انٹرنیشنل پریس انسٹی ٹیوٹ کی پندرہویں جنرل اسمبلی کی چار روزہ کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا کہ:۔

"اب دنیا ایک ہو گئی ہے مشرق اور مغرب جن کے متعلق کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ یہ آپس میں نہیں مل سکتے اب اکٹھے ہو گئے ہیں اور یہ کبھی الگ نہیں ہو سکتے آپ نے مزید کہا کہ دنیا جس قدر تیزی سے بدل رہی ہے ہم اتنی تیز رفتاری سے اپنے آپ کو تبدیل نہیں کر سکتے جبکہ اصل ضرورت انسانی عادات اور سماج میں تبدیلی کرنے کی ہے۔"
(پرتاپ جالندھر ۱۶ نومبر ۱۹۶۶ء)

پس مذہبی اور روحانی اعتبار سے بھی اس دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر لانا ضروری ہے اور اس کے لئے ایک ہی مصلح اور ریفارمر کی ضرورت ہے نہ کہ متعدد ریفارمروں کی۔ اور یہی مقصد احمدیت کے قیام کا ہے جیسا کہ بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا" (الوصیت)

پس خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مامور وقت کی آواز کو سن کر قبول کر لیتے ہیں اور جو لوگ ابھی تک اس مصلح موعود کا انتظار کرتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں انہیں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے الفاظ میں کہتے ہیں۔

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا تب ۔۔۔"